U3207 8-12-07

Title - DURR-E-SHOHWAAR.

Creator - Rashid Al Khairi

Publisher - Ismat Book Agency (Delhi).

Date - 1921

Pages - 72.

Subjects - Urdu Novel.

جملہ حقوق محفوظ

سلسلہ مطبوعات عصمت نمبر

دُرِّ شہوار

تصنیف

مصورِ غم حضرت علامہ راشد الخیری رحمۃ اللہ علیہ

جسے

رازق الخیری ایڈیٹر عصمت و بنات

نے عصمت بک ایجنسی دہلی سے شائع کیا

پانچویں مرتبہ

JAMI.30

مصور غم حضرت علامہ **راشد الخیری** مدظلہ کے رسالے

جنھیں مسٹر رازق الخیری ایڈٹ کرتے ہیں

عصمت دھلی

ہندوستان بھر کے تمام زنانہ اخبارات ورسائل میں سب سے اچھا اور سب سے زیادہ چھپنے والا مشہور و معروف باتصویر ماہوار رسالہ ۲۰ سال سے کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ عصمت تمام اردو رسالوں سے زیادہ تصاویر اور ملک کی بہترین لکھنے والی خواتین کے اعلیٰ درجہ کے مضامین ۸۰ صفحوں پر ہر ماہ شائع کرتا ہے عصمت ہی وہ رسالہ ہے جو صوری و معنوی خوبیوں کے لحاظ سے شریف بیگمات کے لئے ہندوستان کا چوٹی کا رسالہ سمجھا جاتا ہے۔

سالانہ چندہ قسم اول پانچ روپے
قسم دوم معمولی کاغذ تین روپے

بنات دھلی

مسلمان بچیوں کے لئے نہایت مفید اور دلچسپ رسالہ جس کی زبان اتنی آسان ہوتی ہے کہ دس گیارہ برس کی بچیاں بھی سمجھ سکیں نہایت دلچسپ کہانیاں اور مفید مضامین ہر ماہ شائع کئے جاتے ہیں بچیاں بڑے شوق سے بنات کا مطالعہ کرتی ہیں عصمت کے علاوہ صرف یہی پرچہ ہے جس میں حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ ہر ماہ بیش بہا مضامین تحریر فرماتے ہیں۔ بنات کا مقصد مسلمان بچیوں میں مذہبیت پیدا کرنا ہے۔ چندہ سالانہ ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر اور بذریعہ وی۔ پی ایک روپیہ چار آنے

مینجر عصمت و بنات کوچہ چیلان دھلی

در شہوار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"ایران کی سرزمین نے خدا معلوم کس منحوس گھڑی میں جنم لیا تھا کہ بگڑی اور بنی بسی اور اُجڑی، بنکر بگڑی اور سنور کر اُجڑی، ماژندران جس پر تمام ایران کسی وقت میں ناز کر رہا تھا۔ ایران کی جان تھا۔ بنانے والوں نے خون پسینے ایک کئے۔ دولتیں لٹائیں۔ جانیں قربان کیں۔ مگر ناخلف اولاد نے وطن کی محبت اور بزرگوں کی محنت سب طاق میں رکھ دی اور سلطنت دھڑی دھڑی کر کے لٹائی۔ فیروز کا عہد باوجود اس کے کہ ماژندران کی بربادی کا بیڑا اِار اس کے ذمہ ہے کچھ غنیمت تھا کہ باپ کا نقش قدم اس کی رہنمائی کو موجود تھا۔ قاس فیروز کا باپ بعض اعتبار سے تاج ماژندرانی میں بے مثل سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن مصائب کی گھٹائیں بساط سلطنت پر اس کی زندگی ہی میں نمودار ہو چکی تھیں۔ فیروز کا تخت نشین ہونا تھا کہ بطریس جو عرصہ سے تاک میں تھا۔ جرار لشکر سے حملہ آور ہوا۔ اس حملہ میں فتح کا سہرا تو فیروز ہی کے سر رہا

مگر ماژندران کی اینٹ سے اینٹ بج گئی قلعہ جو باعتبار رونق مشہور شہروں پر بازی لے گیا تھا۔ تباہ و برباد ہوا۔ چہل پہل کی بجائے گدھے کے ہل پھر گئے۔ جہاں دن رات میلے سے لگے رہتے تھے وہاں اب اُلّو بول رہا تھا۔ بڑے بڑے محل تاراج ہوئے۔ ٹوٹی پھوٹی دیواریں اور کچی پکی اینٹیں شوکت کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں سواری شہزادوں نے بالعموم جنت کی نہریں شہر کے اندر بہا دی تھیں۔ گلی گلی اور کوچہ کوچہ فردوس بریں کا نمونہ تھا ایک مہینہ میں ایک روز یعنی بدھ کی رات کو جو سواریوں کا متبرک روز تھا۔ ماژندران بقعہ نور بنجاتا اور تمام رات جشن رہتا۔ دور دور سے خلقت اس کا لطف اُٹھانے آتی اور شریک جشن ہوتی۔ آدھی رات کے بعد جب دودھ کے کڑاہو آگ پر رکھے جاتے اور اس میں ناگ چھوڑ کر پرستش کیجاتی تو پجاریوں کی صدائیں آسمان تک پہنچتیں۔ رات کے آخری حصّہ میں فیروز والی سلطنت کی سواری شہر میں نکلتی اور سڑکوں پر خلقت کی یہ کثرت ہوتی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ رہتی۔ روشنی رات کا دن بنا دیتی اور چہل پہل ماژندران کو فردوس بریں۔"

"آج اس ماژندران میں فیروز کے بعد بیسیوں بدھ کے دن اور راتیں آئیں اور گئیں مگر کچھ ایسی اُداسی اور بیکسی چھائی ہوئی تھی کہ زمین کا ہر ذرہ خاموش تھا۔ دماغ میں ہوش اور سر میں عقل ہوتی تو یہ حملہ فیروز کے واسطے ایک تازیانہ تھا۔ آنکھیں کھولتا اور جس جوہر کو باپ کی غفلت اور اپنی لاپروائی ضائع کر چکی تھی از سرِ نو حاصل کرتا۔ حمیت جس نے اس نازک وقت میں بھی اس کا ساتھ دیا اور وطن کی لاج پر قربان ہوئی۔ اگر جھوٹوں اشارہ کرتا تو بچّوں اس کے اشارہ پر جانیں قربان

کرتی مگر وہ تو بطرس کے افرار کو غنیمت سمجھ کر رنگ رلیاں منانے لگا ایک مہینہ مشکل سے گذرا ہو گا کہ بطرس نے دوبارہ حملہ کیا۔ اور کئی ہزار فوج لیکر ماژندران کے باہر ڈیرے ڈال دیئے"۔

"فیروز نشۂ دولت میں سرشار تھا جب سر پر دشمن آموجود ہوا تو دانت پیسنے شروع کئے۔ مگر اس کے سوا کہ دانتوں سے اپنی ہی بوٹیاں نوچتا اور کیا کرسکتا تھا۔ فوج ختم۔ سامان حرب ندارد مقابلہ کی ہمت کس برتے پر کرتا۔ ارادہ کیا کہ منہ کالا کروں اور کسی طرف بھاگ نکلوں۔ مگر دشمن باہر موجود تھا۔ اور اندیشہ تھا کہ نہ معلوم اس کی فوج کہاں تک پھیلی ہوئی ہے ماژندرانیوں نے دشمن کا یہ رنگ دیکھ کر بادشاہ کی طرف دیکھا۔ مگر وہاں ڈھاک کے تین پات تھے۔ اس حالت میں بھی کہ دشمن محاصرہ کئے پڑا تھا۔ اور رعیت نے احتیاطاً دروازے بند کر رکھے تھے فیروز کے جلسے بدستور گرم تھے۔ ماژندرانی مصمم ارادہ کر چکے تھے کہ پہلے فیروز ہی کا خاتمہ کریں مگر بہرام جو کسی زمانہ میں وزیر جنگ سمجھا جاتا تھا۔ اس رائے کے برخلاف ہوا اور سب کو جمع کر کے باواز بلند کہہ دیا کہ لڑائی فیروز سے نہیں ماژندران سے ہے۔ تم فیروز کو مردہ سمجھ لو۔ اور اگر وطن کو ظالم بطرس کے پنجے سے بچانا چاہتے ہو تو مقابلہ کرو۔ مر جاؤ یا دشمن کو مار دو"۔

"اس تقریر کا معقول اثر ہوا۔ اور سب نے متفق ہو کر فیروز کو اطلاع دیدی کہ اگر تجھ میں حمیّت ہے تو ہمارا ساتھ دے اور میدان میں آ۔ کل صبح کو ہماری لڑائی شروع ہو گی ورنہ تو جان تیرا کام"۔

"ماژندرانیوں کے بعض سورما پہلے ہی موقعہ پر موت کے گھاٹ اتر گئے تھے۔ مگر اب بھی بہت سے زندہ تھے۔ فیروز سوچتا ہی رہا کہ کیا کریں

کہ بہرام نے اپنی پرجوش تقریر سے ماژندرانیوں کا ایک دستہ تیار کر مقابلہ شروع کر دیا۔ اگر بہرام یہ ہوشیاری نہ کرتا تو یقیناً بطوس اندر داخل ہو ہی گیا تھا وہ شہر پناہ تک آ پہنچا تھا اور یہ ظاہر اب اس کو کوئی چیز روکنے والی نہ تھی۔ جو کہیں اس کو یہ معلوم ہو جاتا کہ میدان صاف ہے تو ماژندران کے قلعوں پر بطوس کا جھنڈا یقینی لہراتا مگر پہلے حملے نے ان کو بتا دیا تھا کہ ابھی فیروز میں جان باقی ہے۔ یہی وجہ ہوئی کہ بطوس شہر کے باہر ٹھیرا اور بہرام اپنی جمعیت لیکر باہر نکلا۔ دیکھتا ہے تو بطوس کے ساتھ عظیم الشان لشکر موجود ہے۔ اور جس فوج کو تل سمجھ رہا تھا۔ وہ پہاڑ سے بھی زیادہ ہے۔ یہ ایسا منظر تھا کہ دیکھتے ہی بہرام کے اوسان جاتے رہے۔ اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ جس طرح ہو اپنی جان بچاؤ لیکن بعض جہاندیدہ اور تجربہ کار آدمیوں نے صلاح دی کہ۔

"واپس جانے میں بطوس پیچھا کرے گا اور سب کو تیغ کے گھاٹ اُتار دے گا اس وقت اس کے سوا علاج نہیں کہ مقابلہ کرو۔ شکست ظاہر ہے۔ بہادری کی موت بزدلی کے فرار سے ہزار درجہ بہتر ہو گی"

"صُبح صادق کا وقت تھا کہ بہرام کی جمعیت نے جس کے پاس سامان حرب بھی کافی نہ تھا۔ تیر اندازی شروع کی۔ بطوس نے جواب میں اس غضب کے تیر برسائے کہ اگر ہوا بہرام کا ساتھ نہ دیتی تو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میں لڑائی کا خاتمہ تھا۔ بطوس شہر میں داخل ہو جاتا مگر ہوا کا جھکڑ ایسا چلا کہ بطوس کے تیر نشانہ پر نہ بیٹھ سکے۔ ہوا ان کو اس بری طرح اُڑا رہی تھی کہ ایک تیر ٹھیک نہ پہنچتا تھا۔ بہرام کے تیروں نے دشمنوں کے کلیجے چھلنی کر دیئے اور اب پھر پہلے کی طرح بطوس کو اپنا سا منہ لیکر بھاگنا پڑا۔

"یہ دوسرا حملہ فیروز کے واسطے کافی سبق تھا۔ اور اگر وہ سمجھ جاتا کہ دشمن سوتے نہ سونے دے تو اب بھی کچھ نہ گیا تھا ماژندرانیوں کے دل جوش سے لبریز تھے اور اس بارود میں صرف آگ لگانے کی دیر تھی۔ فیروز کا ادنیٰ اشارہ بہت بڑا کام کر جاتا مگر بطوس کا بھاگنا فیروز کو عید ہوگیا۔ اس موقع پر بھی بدنصیب نے عاقبت اندیشی سے کام نہ لیا۔"

بطوس کے پاس اس قدر زر و جواہر موجود تھا کہ اگر وہ ایسے ایسے بیس حملے بھی کرتا تو روپیہ کی دقّت نہ ہوتی۔ دوسری دفعہ ناکام لوٹا تو یہ حالت تھی کہ رات کی نیند اور دن کی بھوک سب اُڑ گئی۔ سوتا جاگتا ہر وقت اس خیال میں غرق اور فکر میں شرابور رہتا۔ اس کا قیام ماژندران سے چالیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور ایک اُسی پر موقوف نہیں اسکے تمام ہمراہی فیروز کی جان کے دشمن تھے اور بغیر بطوس کی تحریک کے کئی آدمی بارہا اس غرض سے ماژندران گئے کہ موقع ملجائے تو فیروز کو قتل کر ڈالیں۔

بطوس کا تیسرا حملہ ماژندران پر قیامت کا حملہ تھا کہ ادھر آفتاب طلوع ہوا اور اُدھر بطوس کی فوج دندناتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور قتل عام شروع کر دیا فیروز میں ہمت تو کیا خاک ہوتی گنتی کے چند آدمی ساتھ تھے شور کی آواز سے ہی رفو چکر ہوئے اور دوپہر سے پہلے فیروز کا سر بطوس کے قدموں میں تھا۔

قتل فیروز سے پہلے جو قتل عام بطوس نے کیا ماژندران اس کو فراموش نہیں کر سکتا۔ گلی کوچے لاشوں سے پٹے پڑے تھے اور خون کے فوّارے چھوٹ رہے تھے اس قتل کے سلسلہ میں بطوس نے ایسی ایسی دلکش عمارتیں تاراج کیں جو ماژندران کے واسطے مایہ ناز تھیں۔

"بطروس تخت پر بیٹھا تو بیس ہزار کے قریب لشکر اس کے پاس موجود تھا۔ اور گو اس نے اپنی طرف سے ماژندران کے سنبھالنے کی بہت کوشش کی لیکن موت نے اس کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ اور اس کے بعد ماژندران کی سلطنت اس کی لڑکی سبطودا کے ہاتھ میں آئی

۲

سبطودا تخت پر بیٹھی تو اس کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ اور یہ وہ وقت تھا کہ ایک ماژندران نہیں آس پاس کے اور شہزادے اور رئیس اس سے شادی کے متمنی تھے سبطودا بہ تقاضائے عمر اپنے عہد میں حسن کی ایک ایسی مورت تھی جس پر ماژندران جسقدر بھی ناز کرتا بجا و درست تھا حسن صورت کے ساتھ ہی اس کا خلق اتنا وسیع اور اس قدر عام تھا کہ رعیت کا ہر متنفس اس کا کلمہ گو تھا۔ جس شہر کا ہر ذرہ فیروز کے عہد میں عیش و خود پسندی اور ظلم و ستم کا کامل نمونہ تھا وہاں انصاف کا ڈنکا بج گیا۔ تخت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے ملکہ نے فوج کے انتظام پر نظر کی اور ایک مہینہ ہی بھر کے عرصہ میں بیس ہزار جمعیت فراہم کر لی۔ اس سے فارغ ہو کر اُس نے شہر کی حالت پر توجہ کی جن باغوں میں بلبلان خوش الحان کے بجائے فاختہ اور قمری کا مرثیہ تھا۔ وہاں از سر نو آبیاری اور چمن بندی کی جو عمارتیں خونریز لڑائیوں فنا ہو چکی تھیں۔ ان کو ٹھیک کیا اور حکومت کے پہلے ہی سال میں ماژندران کچھ کا کچھ ہو گیا۔

حقیقتاً ماژندران ایک ایسا خطہ تھا۔ جہاں اکثر قحط سالی رہتی تھی۔ کچھ تو حکومت کی ناعاقبت اندیشی اور کچھ بارش کی قلت اور پانی کی کمیابی زراعت مطلق نہ تھی سبطودا نے اس طرف خاص توجہ کی۔ مختلف مقامات پر کنوئیں کھدوائے اور وسط شہر میں ایک ایسی نہر جاری کر دی۔ جو آج تک اس کا نام

زندہ کر رہی ہے اور اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ اس کا نام روشن رکھے گی۔

شام کے قریب جب ماژندرانی اس نہر پہ جمع ہو کر اپنی ملکہ کی درازی عمر کے گیت گاتے تھے تو ماژندران گونج اُٹھتا تھا۔ اس نہر نے قحط کا قلع قمع کر دیا اور شہر کی وہ آمدنی جو ہر سال دور دراز کے ملکوں میں پہنچتی تھی۔ ماژندران ہی میں رہنے لگی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں رعیت کی مالی حالت نہایت اچھی ہو گئی۔ اس تغیر نے ملکہ کی حکومت کا سکّہ دلوں پر ایسا بٹھایا کہ مرد، اور عورت، بچّہ اور بوڑھا، ہر شخص اس کا عاشق تھا۔ مقدمات کے فیصلوں میں وہ انصاف کا اس قدر لحاظ رکھتی تھی کہ دربار عام میں ہر فریادی بلا روک ٹوک حاضر ہو سکتا تھا اپنے کان سے شکایت سنتی اور فوراً تدارک کرتی۔

سب سے بڑی دولت سبطورا کے پاس اس کا حسن خداداد تھا جس نے روئے زمین پر اپنا سکّہ جما دیا۔ اس کے بعد یہ جوہر سونے پر سہاگہ تھے۔

مشکل ہی سے کوئی مہینہ ایسا جاتا ہو گا کہ ایک نہ ایک فرماں روا تخت ماژندران کا مہمان نہ ہوتا ہو۔ اس وقت ملکہ کی ماں زندہ تھی اور گو وہ ایک عیش پسند شوہر کی بیوی تھی۔ لیکن لڑکی کی اس تمام کوششوں میں برابر کی شریک تھی۔ اور بہت سی کامیابیوں کا سہرا اس کے سر تھا۔ تجربہ کار عورت تھی۔ جہاندیدہ زمانہ کا گرم و سرد دیکھے ہوئے اور نشیب و فراز بھگتے ہوئے وہ اچھی طرح دیکھ اور سمجھ رہی تھی۔ کہ فتنہ جو سبطورا کی ہستی میں پنہاں ہے ضرور رنگ لائیگا اور اسکی ہر دلعزیزی کوئی نہ کوئی آفت ضرور ڈھائیگی۔ وہ بظاہر اس مہمان نوازی سے خوش تھی اور لڑکی کے سامنے تیوری پر بل نہ لاتی۔ مگر اس کا دل کہہ رہا تھا کہ یہ دعوتیں عداوتوں کا رنگ لائیں گی اور یہ ضیافتیں قیامتیں برپا کریں گی

ایرانی شہزادہ فیلوس ایک روز کے واسطے آیا اور ایک مہینہ ہو گیا

ٹلنے کا نام نہ لیا۔ سبطورا خاموش ہے مگریاں دل ہی دل میں جھلس رہی ہے بھرام اپنے سپہ سالار کا لڑکا ہے تو غریب آدمی اور اپنی ہی رعیت اپنا ہی نمک پروردہ مگر یہ کیا غضب ہے کہ دن ہو یا رات، کام ہو یا نہ ہو ہر وقت موجود۔ ماں یہ رنگ دیکھ دیکھ کر انگاروں پر لوٹتی ہے۔ مگر ڈرتی ہے کہ اگر منہ سے کچھ نکالوں تو ایسا نہ ہو کہ سبطورا جان کو آجائے۔

وہ یہ بھی جانتی تھی کہ فیلوس کا قیام خود سبطورا کو پسند نہیں اور اس کا ٹھہرنا اس کو ناگوار ہے۔ مگر یہ بھی جانتی ہے کہ اس سے کچھ کہنا بھڑوں کے چھتہ کو چھیڑنا ہے۔ خاموش ہے اور کچھ نہیں کہتی۔

(۳)

گھوڑ دوڑ کا پر لطف منظر دیکھنے کے قابل تھا۔ جب بڑے بڑے شہسوار اپنی جرات کا تماشہ دکھانے کو ماژندران میں جمع ہوئے۔ بظاہر کوئی خاص انعام یا توقع نہ تھی۔ لیکن دور دور سے والیان سلطنت آموجود ہوئے اور خیال کیا جاتا تھا کہ اس عظیم الشان مجمع میں جو شخص بازی لے جائیگا یقیناً شہزادی کی نظر عنایت اسی پر پڑے گی۔ یہ خیال سب کے دل میں موجود تھا۔ اور لہریں لے رہا تھا سبطورا اور اس کی ماں جواہر نگار کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے سر پر ایک طلائی شامیانہ تنا ہوا تھا اور سامنے شہسوار اپنے اپنے گھوڑے لئے ہوئے موجود تھے شام کے چار بجے کا وقت تھا۔ ماژندرانی فوج زرق برق پوشاک پہنے ادھر اُدھر ٹہل رہی تھی۔ کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر سلام کیا اور ہاتھ باندھکر کھڑا ہو گیا

ملکہ۔ "بہرام کیا ہے؟"

بھرام "ملکہ سلامت آج کی گھوڑ دوڑ محض تفریح ہے اور اس میں شریک ہونے والوں کے واسطے والی ریاست ہونا ضروری نہیں۔ اگر میری شرکت سے

کسی کی توہین ہے تو بیشک مجھے اصرار نہیں لیکن اس حالت میں کہ دور دور کے لوگوں کو موقع دیا گیا کہ اپنے اپنے جوہر سرکار عالم کو دکھا سکیں۔ کیا وجہ ہے کہ صرف ماژندرانی رعیت اس سے محروم رہے ہیں نے درخواست کی تھی کہ میرا نام بھی شریک ہو۔ مگر مہتمم گھوڑ دوڑ نے حقارت سے میری طرف دیکھا اور نفرت سے دھتکار دیا۔"

ملکہ۔ " ہاں کوئی ہرج نہیں تم شریک ہو۔"

ما۔ " مہتمم سے بھی دریافت کرو۔"

ملکہ۔ " اچھا مہتمم کو بلاؤ۔"

مہتمم حاضر ہوا اور رفتہ مبہوس ہو کر دست بستہ کھڑا ہو گیا۔

ملکہ۔ " آپ ان کو شرکت کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟"

مہتمم۔ "میرا خیال ہے کہ یہ صرف والیان ریاست کی گھوڑ دوڑ ہے۔"

ملکہ۔ " نہیں"

مہتمم۔ " تو جو حکم ہو تعمیل کی جائے"

ما۔ " ممکن ہے کہ مہمانان سلطنت گوارہ نہ کریں۔"

ملکہ۔ " اس میں اُن کا کیا نقصان ہے۔"

ما۔ " توہین ہے۔"

ملکہ۔ " نہیں توہین نہیں ہے۔ اس میں کوئی شرط نہیں۔"

ما۔ " ان سے دریافت کر لیا جائے۔"

ملکہ۔ " میری رائے میں ضروری نہیں۔"

ما۔ " احتمال ہے ان کو ناگوار نہ ہو۔"

ملکہ۔ " ہو تو بلا سے۔"

ما۔ "کیوں بیٹھے بٹھائے جھگڑا مول لیا۔"

ملکہ۔ "کوئی جھگڑا نہیں ہوگا۔"

ما۔ "تم جانو۔"

ملکہ۔ "ہاں میں جانوں۔ بہرام تم شریک ہو۔"

والیان ریاست کے زمرہ میں بہرام اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر شریک ہوا لوگوں کی اس کے اوپر نگاہیں پڑنی شروع ہوئیں مگر اس لئے کہ سلطنت غیر تھی سب خاموشی کے ساتھ پی گئے۔

گھوڑ دوڑ شروع ہوئی اور اس واسطے کہ سبطودا خود بے مثل شہسوار تھی۔ ہر سوار نے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ اور سوار نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

چند لمحے گذرے ہونگے کہ گھوڑے سامنے نمودار ہوئے۔ مگر جو شخص سب سے آگے تھا اس کے سر سے خون کا فوارہ جاری تھا۔

سبطودا آگے بڑھی اور سوار سے ہاتھ ملایا۔ لیکن یہ دیکھ کر سب کو افسوس ہوا کہ یہ فخر کسی والی ریاست کی تقدیر میں نہیں۔ بلکہ ماژندران کے ایک ادنیٰ غلام بہرام کی قسمت میں تھا۔"

سبطودا اس کی ماں اور اکثر ماژندرانی اس خون سے متحیر تھے۔ بہرام کے تمام کپڑے خون میں شرابور تھے۔ مگر کسی کو پتہ نہ چلتا تھا کہ اس کی وجہ ہے کیا؟

گھوڑ دوڑ سے تین روز کے بعد فیلوس ماژندران سے روانہ ہوا لیکن چلتے وقت اس نے ماں کی موجودگی میں سبطودا سے کہا "ملکہ عالم شہزادوں کے ساتھ ایک معمولی نوکر کو گھوڑ دوڑ میں شریک ہونے کی

اجازت دینا تہذیب کے خلاف تھا۔ گو میں نے اس کو کافی سزا دیدی ہے لیکن میرے غصہ کی آگ اس وقت تک ٹھنڈی نہیں ہوئی۔ میں یہ کہے دیتا ہوں کہ بہرام کی یہ گستاخی تمام ماژندران پر بلا نازل کرے گی۔"

(۴)

بہرام "ملکہ عالم میں ہرگز یہ راز افشا نہ کرتا اگر وہ بزدل کمینہ نازیبا حرکت کا خود ہی اقرار نہ کر لیتا۔ شجاعت کے معنی یہ ہیں کہ اسی میدان میں وہ مقابلہ کرتا۔ اور دیکھ لیتا کہ ملکہ عالم کے نمک میں کیا طاقت ہے۔ میں اُسی وقت اُس کو اِس گستاخی کی کافی سزا دیتا۔ مگر صرف یہ خیال تھا کہ حکومت کا مہمان ہے اور سرکار عالیہ کی بدنامی ہوگی۔ میرا گھوڑا آگے بڑھتے ہی وہ غصہ میں دیوانہ ہوگیا اور جب وہ گھوڑا آگے نکالنے کی کوشش میں ناکام ہوا تو اس نے میرے منہ پر تلوا ماری۔ اگر میرا گھوڑا فوراً ہی زیادہ تیز نہ ہو جاتا تو یقیناً وہ دوسرے وار کے واسطے تیار تھا مگر اس کا گھوڑا قریب پہنچ ہی نہ سکا۔"

ملکہ۔ "تم اگر اس کا ذکر مجھ سے کر دیتے تو میں ضرور فیلوس سے دریافت کرتی"

بہرام۔ "ملکہ عالم میں کیا ذکر کرتا۔"

ملکہ۔ "کوئی ہرج نہ تھا۔"

بہرام۔ "مناسب نہ معلوم ہوا۔"

ملکہ۔ "اب اس نے خود ہی ذکر کیا۔"

بہرام۔ "وہ اگر ذکر اب بھی نہ کرتا۔ تو میں نہ کہتا۔"

ملکہ۔ "اس میں کیا مصلحت تھی۔"

بہرام "سرکار عالیہ ضرورت نہ تھی۔"

ملکہ۔" میں اس کا انسداد کرتی۔"
بہرام۔" اسی لئے عرض نہ کیا۔"
ملکہ۔" اس کو حق نہ تھا کہ ایسا کرتا۔"
بہرام۔" وہ اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہے۔"
ما۔" اس پر طرہ یہ کہ شادی کا خواستگار ہے۔"
ملکہ۔" اور عشق کا دعویٰ بھی ہے۔"
ما۔" عشق میں زبردستی!"
ملکہ۔" میں ضرور سزا دوں گی۔"
بہرام۔" ملکہ عالم درگذر فرمایئے۔"
ملکہ۔" ہماری فوج ایک عرصہ سے خاموش ہے اور ضرورت ہے کہ ہم کسی کا مقابلہ کریں۔"
ما۔" بیٹی یہ علاج تو مناسب نہیں۔"
بہرام۔" یہی میں بھی دست بستہ عرض کرتا ہوں۔"
ملکہ۔" مجھے دونوں کے خیال سے اتفاق نہیں۔"
بہرام۔" سرکار مختار ہیں۔"
ما۔" مشورہ کے بغیر ہر کام کا انجام خراب ہوتا ہے۔"
ملکہ۔" مجھے اس کے عشق پر تعجب ہے۔"
ما۔" آج کل کے عشق ایسے ہی ہوتے ہیں۔"
ملکہ۔" اسی لئے وہ سزا کے مستوجب ہیں۔"
ما۔" انجام پر نظر ڈالو۔"
ملکہ۔" ڈال چکی۔"

ما۔ " کیا ڈالی؟

ملکہ۔ " جنگ "

ما۔ " ہزارہا بندگانِ خدا کی خونریزی "

ملکہ۔ " بالآخر مازندران کی فتح۔ "

ما۔ " نتیجہ۔ "

ملکہ۔ " ظالم کو ظلم کی سزا "

ما۔ " فتح یقینی نہیں "

ملکہ۔ " بیشک یقینی۔ "

ما۔ " یہ نہیں کہا جا سکتا۔ "

گفتگو یہیں تک پہنچی تھی کہ چوبدار نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایران کا ایلچی حاضر ہے "

ملکہ۔ " بلاؤ "

ایلچی حاضر ہو کر زمین بوس ہوا۔ اور عرض کیا۔

" شہنشاہ عالم والی ایران کی طرف سے یہ پیام لیکر آیا ہوں ملکۂ مازندران کی طرف سے جو گستاخانہ طرزِ عمل ظہور میں آیا وہ اس قابل نہیں ہے کہ ہم درگذر کریں ایک معمولی غلام کو گھوڑ دوڑ میں شرکت کی اجازت دینا مازندرانیوں کی ناعاقبت اندیشی اور گستاخی تھی۔ اس ادنیٰ کنیز زادہ کو ہمارا کا میدان میں سبقت لیجانا معمولی بات نہیں۔ ایک ایسا قصور ہے جس کی سزا موت کے سوا کچھ نہیں۔ اگر ملکۂ عالم اس غیض و غضب کو ٹھنڈا کرنا چاہتی ہیں تو مناسب ہے کہ فوراً بہرام کا سر شاہ ایران کی خدمت میں روانہ کریں۔ ورنہ اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ عنقریب ایرانی فوج

ماژندران کو خاک سیاہ کردے گی۔"

ملکہ اس کے جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس کی ماں نے کہا۔

"اچھا تم مہمان خانہ میں قیام کرو۔ اس کا جواب دیا جائے گا"

ملکہ۔" میں اس کا جواب ابھی دیتی ہوں۔"

ما۔" تامل سے کام لو"

بہرام:" سرکار عالیہ غور فرما لیجئے"

ملکہ کا چہرہ اس وقت غصّہ سے تمتما رہا تھا۔ اس نے دانت پیس کر قاصد سے کہا۔ میں تم کو اس کا جواب بہت جلد دیتی ہوں۔

قاصد مہمان خانہ میں چلا گیا۔ اور اسی وقت سبطورا نے بہرام کو حکم دیا کہ"وزیر جنگ کو حاضر کرو"

وزیر جنگ آکر قدمبوس ہوا تو ملکہ نے مفصل کیفیت قاصد کی بیان کی

وزیر خاموش تھا کہ ملکہ کی ماں نے کہا"اب تمہاری کیا رائے ہے؟"

فوج کے ہاتھ پاؤں خالی بیٹھے بیٹھے کُند ہوگئے۔ وہ لڑائی کیواسطے تیار ہیں اور مجھے یقین کامل ہے کہ اپنے وطن کی حمایت اور سرکار عالیہ کے نام پر قربان ہونا وہ اپنا فخر سمجھیں گے"

ما۔" یہ تو مجھے بھی یقین ہے۔ لیکن اس معاملہ میں تمہاری رائے کیا ہے؟"

وزیر۔" ایسی خفیف حرکت کی سزا فیلوس کو ضرور ملنی چاہیئے تھی اور اب جبکہ ایسا گستاخانہ پیغام اس نے بھیجا ہے تو ضرور اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے"

ما۔" میری رائے میں جنگ درست نہیں"

ملکہ" پھر کیا ہونا چاہیئے۔ کیا ہرادہ کا سر کاٹ کر بھیجدوں؟"

ما۔" نہیں۔ یہ میرا مطلب نہیں ہے۔"

ملکہ۔ "پھر آپ کوئی تدبیر بتایئے۔"
ما۔ "نرمی کا جواب بھیجدو۔" ملکہ "ہرگز نہیں"
"اس کے بعد ملکہ نے حکم دیا کہ ایرانی قاصد حاضر ہو"
"حکم کی تعمیل ہوئی اور قاصد نے فوراً آکر زمین چومی تو ملکہ نے کہا۔"
"گھوڑ دوڑ کا جلسہ جلسۂ عام تھا۔ اور والیان ریاست کی ذات تک محدود نہ تھا جو احکام اس جلسہ کے متعلق ریاست ماژندران نے صادر کئے۔ اس میں کوئی تخصیص اس قسم کی نہ تھی۔ ایرانی شہزادہ نے ماژندرانی شہسوار کی شرکت کسرِ شان سمجھکر ہماری توہین کی اور بھرا مے سے وہ سلوک کیا جو شہزادہ کی شان کے موافق نہ تھا۔ ہم کو جو تکلیف ایرانی شہزادہ کے اس فعل سے ہوئی وہ ایسی نہیں ہے کہ ہم درگذر کریں اگر پندرہ روز کے اندر اندر ایران نے اپنی اس رکیک حرکت پر ندامت کا اظہار نہ کیا تو ماژندرانی شجاع ایران میں داخل ہو کر قتل عام شروع کر دینگے۔"

(۵)

وزیر جنگ "میں تمام انتظام کر چکا اور اب صرف حکم کی دیر ہے۔ جہاں تک خفیہ تحریر سے پتہ چلتا ہے۔ ایرانی آج کل ہی میں روانہ ہونے والے ہیں۔ میرے خیال میں یہی بہتر ہوگا کہ مقابلہ بیچ میں کیا جائے۔ اور ہرگز ایرانیوں کو یہ موقع نہ دینا چاہیئے کہ وہ ماژندران کی حدود کے قریب پہنچ جائیں۔"
ملکہ "میں بھی اس رائے کو پسند کرتی ہوں۔"
وزیر جنگ۔ "تو اب صرف سرکار کے حکم کی دیر ہے۔"
ملکہ "ہمارے جواب کا کوئی جواب ایران سے نہیں آیا؟"

وزیر جنگ "مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس جواب نے تمام ایران میں آگ لگا دی
ملکہ "وہ جواب تھا ہی ایسا"
وزیر جنگ "اور ایسا ہی ہونا چاہئے تھا"
ملکہ "بیشک۔ تمہاری فوج کس قدر تیار ہے؟"
وزیر جنگ "چالیس ہزار"
ملکہ "ایران کی کل فوج کتنی ہے؟"
وزیر جنگ "پچاس ہزار سنتا ہوں"
ملکہ "مگر ہمارے شجاع ماژندرانی ہیں"
وزیر "یہ تو سرکار عالیہ میدان جنگ میں ایرانیوں کو معلوم ہو جائے گا اقبال سرکار سے ایک ماژندرانی چار ایرانیوں کو کہا جائے گا۔ سرکار دولتمدار تمام فوج کی کیفیت یہ ہے کہ دل سینوں میں بیتاب ہیں اور انھوں نے جس وقت جنگ کی خبر سنی ہے۔ حال یہ ہے کہ جوش کے مارے چین نہیں راتوں دنوں اسی اُمید پر کودتے پھر رہے ہیں کہ عنقریب حملہ کا حکم ہوتا ہے"
ملکہ "مجھے اپنی بہادر فوج سے یہی امید ہے"
وزیر "مگر ایک بات نے مجھے حیرت میں ڈال دیا"
ملکہ "وہ کیا؟"
وزیر "سرکار عالیہ کچھ عرض نہیں کر سکتا"
ملکہ "نہیں نہیں ضرور کہو"
وزیر "سرکار دولتمدار سپہ سالار افواج بالکل خاموش ہے"
ملکہ "کیوں؟"

وزیر ....

ملکہ "جواب دو۔ آخر کیوں خاموش ہو؟"۔

وزیر "سرکار خود اسی سے دریافت کریں"

ملکہ "تمہارے علم میں کیا ہے؟"۔

وزیر "وہ خود ہی عرض کرے گا تو زیادہ بہتر ہوگا"

ملکہ "فوراً حاضر کرو"

وزیر "ابھی تعمیل کرتا ہوں"

(۶)

"ایک ایسے کمرے میں جہاں ہر چیز عطر میں ڈوب رہی ہے۔ ملکہ سیاہ بال کاندھوں پر پریشان کئے خاموشی کے ساتھ بہرام کے چہرہ کو دیکھ رہی ہے بہرام ہاتھ باندھے خاموش کھڑا ہے۔ اس کی نگاہ نیچی ہے۔ کچھ کہنا چاہتا ہے مگر نہیں کہہ سکتا دفعتہً ملکہ کے چہرہ پر مسکراہٹ آئی اور اس نے کہا"

"تم اس قدر خاموش کیوں ہو"

بہرام "سرکار عالیہ۔ بندہ نوازی اور ذرہ پروری۔ بھلا میں کس طرح سرکار کا شکریہ ادا کروں"

ملکہ "غالباً ہوا نے تمہارا دماغ خراب کر دیا ہے"

بہرام "درست ہے عقل مدتیں ہوئیں کہ زائل ہو چکی"

ملکہ "تو ایک دیوانہ آدمی کو میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں تھا"

بہرام "لیکن دیوانہ بھی تو اسی در کا ہوں"

ملکہ "بس تو دہلیز سے سر پھوڑ لو"

بہرام "دن رات پھوڑتا ہوں"

ملکہ "مجھے تو کوئی نشان نہیں معلوم ہوتا"

بہرام "اندر سے دل زخمی ہے"

ملکہ "میں کیونکر دیکھوں"

بہرام "اپنے ہاتھ سے سینہ چاک کرکے دیکھ لیجئے"

ملکہ "قریب آؤ"

"بہرام اٹھ کر قریب گیا۔ اور سینہ سامنے کرکے کہا" اس سے زیادہ

فخر اس جسد فانی کو اور کیا ہو سکتا ہے"

"ملکہ نے زور سے قہقہ مارا اور کہا" اوہو۔ ہاں یہ تو بتاؤ میدان

جنگ میں تم کیا کرو گے؟"

بہرام "میں تو مدت سے میدان جنگ میں شریک ہوں"

ملکہ "مگر زخمی نہیں ہوئے"

بہرام "آہ ملکہ عالم جسم کا ہر عضو زخمی ہے"

ملکہ "زبان سے کہنے کو"

بہرام "نہیں ملکہ عالم واقعی"

ملکہ "اچھا تمہاری خموشی کی وجہ کیا ہے"

بہرام "ایک عرض ہے"

ملکہ "بیان کرو"

بہرام "پہلے یہ وعدہ کر لیجئے کہ قبول ہو گی"

ملکہ "یہ مشکل ہے"

بہرام "تو عرض کرنا بے سود"

ملکہ: "نہیں اب کہنا پڑے گا۔"

بہرام۔ .. ..

ملکہ۔ "کہو۔ کہو جلد کہو۔"

"اب بہرام نے آنکھ اُٹھا کر ملکہ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ لیکن زبان بالکل خاموش تھی۔"

ملکہ: "کہو جلد کہو۔"

بہرام: "ہمت نہیں پڑتی۔"

ملکہ: "تو ارادہ کیوں ہوا۔"

بہرام: "اشد ضرورت تھی۔"

ملکہ: "تو جلد کہو ورنہ پچتاؤ گے۔"

بہرام: "سرکار عالیہ بصد ادب عرض کرتا ہوں۔

"اس لڑائی کی تمام وجہ یہ نمک خوار قدیم ہے سرکار دولتمدار اس حقیر کی طرف اس قدر احسان و کرم صرف محسنہ کی عنایت ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں اس کا مستحق نہیں۔ التماس یہ ہے کہ اس غلام کو اقبال سلطنت پر قربان کیجئے۔ اور اپنے ہاتھ سے یہ سر کاٹ کر ایران روانہ فرما دیجئے۔"

ملکہ: "بس۔"

بہرام: "اس سے زیادہ کیا عرض کروں۔"

ملکہ: "اچھا غور کرنے دو۔"

بہرام نے گردن جھکائی اور روزبہ جنگ نے عرض کیا! ملکہ دوران سپہ سالار حاضر ہے۔"

ملکہ:۔ "کیوں سپہ سالار تم کو لڑائی سے خوشی نہیں"۔
سپہ سالار:۔ "لڑائی سپاہی کی جان۔ اور میدان جنگ میں کام آنا اس کی منزل مقصود۔ مجھ کو اس سے زیادہ کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ میں اور میرے سچے دوست ناز ندران پر قربان ہوں۔ لیکن ملکہ دوراں اس قدر عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ اس لڑائی کی جو بنیاد ہے وہ کم از کم میرے واسطے قابل اطمینان نہیں بہرام سرکار عالیہ کا غلام ہے۔ اس کی حفاظت کے واسطے ایسی خونریز جنگ ضرور نہیں۔ اگر شہزادہ ایران کا اصرار یہی ہے۔ تو اس کا سر کاٹ کر بھیج دیجئے۔ اور معاملہ ختم فرمایئے"۔
ملکہ:۔ "یہی وجہ تمہاری خاموشی کی ہے"؟
سپہ سالار:۔ "سرکار دولتمدار بس"۔
ملکہ:۔ "بادشاہ رموز سلطنت خود ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ ماوشما کو دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ تم کو اس معاملہ خاص میں اصرار کی ضرورت ہے نہ التجا کی۔ اس کو ہم جانیں اور ہمارا کام۔ تم اپنا فرض ادا کر چکے۔ اب حکم کی تعمیل کرو"۔
" سپہ سالار نے جھک کر زمین چومی اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا"
" جو حکم سرکار کا"۔
ملکہ:۔ "ہاں وزیر جنگ اب کیا دیر ہے"؟
وزیر:۔ "حضور کے حکم کی"۔
ملکہ:۔ "دشمن کا قصد کیا ہے"؟
وزیر:۔ "روستم اپنی جمعیت لیکر روانہ ہو چکا اور اس کا پہلا پڑاؤ سیستان ہے"۔
ملکہ:۔ "پھر تم کیوں خاموش ہو"؟

وزیر: "حکم عالی کا انتظار ہے۔"
ملکہ: "فوراً روانہ ہو جاؤ۔"
ملکہ کی ماں: "بہت اچھی بات ہے۔ مگر میں وزیر جنگ کی موجودگی میں ایک بات کہنی اپنا فرض سمجھتی ہوں۔"
ملکہ: "فرمایئے۔"
ماں: "لڑائی جہاں تک امکان میں ہو رفع کرنی چاہیئے۔ تم نے یہ لڑائی خود مول لی۔ میں یہ نہیں کہتی کہ بہرام کا سر کاٹ کر بھیج دینا چاہیئے۔ ہاں یہ ضرور کہونگی۔ کہ شہزادہ ایران سے معافی طلب کر لی جائے تو مضائقہ نہیں۔"
ملکہ: "میری شان اس سے ارفع ہے۔"
ماں: "مجھے بھی اس سے اختلاف نہیں۔"
ملکہ: "پھر میری توہین کیوں جائز سمجھتی ہیں۔"
ماں: "میری رائے میں یہ توہین نہیں۔"
ملکہ: "پھر کیا ہے؟"
ماں: "بندگان خدا کو خونریزی سے بچانا۔"
ملکہ: "آپ کا خیال صحیح نہیں۔"

(۷)

سیستان کا وسیع میدان دونوں طرف کی فوجوں سے پٹا پڑا تھا۔ ادھر ایرانی اُدھر ماژندرانی۔ دونو جوش و خروش کے گانے گا رہے تھے اور ہر فریق سمجھ رہا تھا کہ فتح یقینی ہے۔ شام کا وقت تھا اور ملکہ سبطورا ایک مشکی گھوڑے پر سوار اپنی فوج کے دل بڑھا رہی تھی کہ قاصد نے آ کر کہا "بادشاہ ایران خود چند لمحے کے واسطے تشریف لانا چاہتے ہیں۔"

ملکہ۔ تشریف لانے کا موقع اس سے قبل تھا۔ اب صلح کی کوشش فضول ہے
اب تو کل تیغ ماژندرانی ہی تصفیہ کرے گی۔"

"قاصد چلا گیا۔ رات بھر دونوں فوجیں آرام سے سوئیں۔ مگر اس خیال سے کہ دشمن شبخون نہ مارے پہرے کا معقول انتظام کر دیا گیا۔ صبح کے وقت ابھی آفتاب پوری طرح نکلنے بھی نہ پایا تھا کہ ایرانی مسلح ہو کر سامنے آتے ماژندرانی بھی اُدھار کھائے بیٹھے تھے۔ دشمن کی صورت دیکھتے ہی بیتاب ہو گئے اور مقابلہ میں آپہنچے لڑائی شروع ہوئی اوّل حملہ ایرانیوں کی طرف سے ہوا۔ ماژندرانیوں نے نہایت جرأت و دلیری سے حملہ کا جواب دیا۔ مگر ایرانیوں کے دل شجاعت سے بھرے ہوئے تھے کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور ماژندرانیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹنا شروع کیا اگر لڑائی کا یہ ڈھنگ چار گھنٹہ اور رہتا تو بلاشبہ آدھی سے زیادہ ماژندرانی فوج جمع ہو جاتی لیکن سپہ سالار نے یہ رنگ دیکھکر ایک فوری حملہ دست راست پر اس غضب کا کیا کہ ایرانی نہ سنبھال سکے اور اُن کے قدم پیچھے ہٹے۔ اس موقع کو ماژندرانیوں نے غنیمت سمجھا اور اسی جوش وخروش میں آگے بڑھے۔ قریب تھا کہ ایرانیوں کے قدم بالکل ہی اُکھڑ جائیں۔ اور لڑائی ختم ہو جائے کہ فیلوس نے خود میدان میں آکر فوج کو روکا اور اس زور کی تقریر کی کہ مٹتی ہوئی فوج پھر سنبھلی اور دو گھنٹہ تک گھمسان کا رن پڑا۔ دونوں طرف کے آدمی اپنی اپنی آن پر جان دے رہے تھے۔ اور میدان انسانی خون سے لال ہو رہا تھا۔ ماژندرانی سپہ سالار کا حملہ دست راست پر تھا کہ فیلوس ایک دستہ لیکر مقدمۃ الجیش پر گرا ادھر مطلع بالکل صاف تھا۔ فیلوس نے فوراً ستھراؤ شروع کر دیا۔

اور زمین مردوں سے پٹ گئی۔ اس مقام پر سبطورا بھی موجود تھی۔ اور اگر وہ گھبرا جائے یا تدبیر نہ سوچے تو قتل ہو یا گرفتار۔ وہ فوراً پیچھے ہٹی اور فوج کو کمک کے واسطے بلایا۔ یہ سرا مر مع امدادی گروہ کے موقع پر پہنچا اور فیلوس کے فوری حملہ کا جواب اس شجاعت سے دیا کہ اس کی وہ کامیابی جو لاعلمی میں ہوئی ختم ہو گئی۔ اور اب ترکی بہ ترکی جواب تھا۔ لڑائی دن بھر اسی طرح جاری رہی۔ کبھی ادھر کا پلہ بھاری ہوتا تھا کبھی اُدھر کا۔ شام کے وقت جب آفتاب غروب ہونے کی طیاریاں کر رہا تھا۔ ماژندرانی سپہ سالار نے اپنی فوج سے کہا۔

"عزیز بہادرو! تم نے آج دن بھر جو شجاعت کے جوہر دکھائے ہیں۔ ایرانی اس کو قیامت تک فراموش نہیں کر سکتے۔ تم نے اپنے وطن پر جانیں قربان کر دیں۔ اور دشمنوں کو دکھا دیا کہ جن کو وہ حلوا سمجھ رہے تھے۔ وہ درحقیقت حلوا نہیں لوہے کے چنے ہیں۔ کہنے کو یہ معرکہ ختم ہو رہا ہے۔ لیکن یاد رکھو آج کا دن جب تک دنیا قائم ہے زندہ رہے گا۔ دن ختم ہو جاتے گا مگر تمہاری بہادری ختم نہ ہو گی۔ وہ آفتاب جس نے آج لڑائی کا آغاز کیا۔ اب ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور بہت جلد ہماری آنکھوں سے اوجھل ہونیوالا ہے۔ اس نے تمہاری جانبازی دیکھی اور اس کی چمکدار شعائیں جواب پھیکی پڑ گئیں۔ دن بھر تمہاری جرأت و ہمت کے گیت گاتی رہی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے غروب ہونے سے پہلے ایک آخری حملہ ایرانیوں پر اس طرح اور کر دو کہ آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہو جائے۔ اور یہ آفتاب جس نے دن بھر یہ منظر دیکھا ہے تمہارا نوحہ خوان ہو جائے۔"

اتنا سنتے ہی فوج نے ہمت کی۔ آگے بڑھی اور اس طرح ٹوٹی کہ ایرانیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے اور آدھ گھنٹہ تک ایسی بھاگڑ پڑی کہ میدان کا بڑا حصہ ماژندرانیوں کے ہاتھ آگیا۔ اس وقت فیلوس نے بآواز بلند کہا۔

"اگر تم لوگ جاتے ہو تو اتنا سن لو کہ یہ مُنہ اب ایران میں دکھانے کے قابل نہیں آج تم اس آن پر کلنگ کا ٹیکا لگاتے ہو کیا یہ صورتیں اس قابل رہیں گی کہ گھر جا سکو۔ یاد رکھو۔ عورتیں تمہارے اوپر لعنت بھیجیں گی۔ بچے تمہارے منہ پر تھوکیں گے۔ اور دنیا تمہاری ہنسی اڑائے گی۔ شجاعت کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں کٹو اور مرو اب بھی کچھ نہیں گیا میدان آنکھوں کے سامنے اور دشمن تمہارے روبرو۔ کیا غضب کرتے ہو۔ تم وہ ہو جن کے باپ دادا شجاعت و ہمت میں تمام روئے زمین پر اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آج ایک معمولی عورت کے مقابلہ میں بھاگتے ہو۔ کیا تاریخ تمہارے ان کارناموں کو فراموش کر دیگی۔ گریبان میں مُنہ ڈالو اور غور کرو کہ کیا کر رہے ہو۔"

"یہ تقریر پھر ایک اڑواڑ تھی۔ جس نے گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالا۔ اور فوج سنبھلکر مقابلہ میں آئی اور ایسی شجاعت سے لڑی کہ ماژندرانیوں کے چھکے چھوٹ گئے ہر چند آگے بڑھنے کی کوشش کی مگر ایرانی کوہ گراں تھے کہ جبہ بھر زمین نہ نکلنے دی۔ بلکہ ایک حملہ اس زور سے کیا کہ جس قدر زمین ایرانیوں کی نکل گئی تھی اس سے زیادہ حاصل کرلی۔"

"رات کی سیاہی چاروں طرف کھیل رہی تھی۔ اندھیرے نے لڑائی کا خاتمہ کیا اور دونوں فوجیں میدان سے ہٹ کر اپنے اپنے مقام پر واپس ہوئیں۔"

(۸)

فیلوس۔ "مقدس ماں آپ نے میری التجا پر توجہ فرما کر اس قدر احسان کیا ہے کہ میں کبھی اس کرم کو فراموش نہیں کرسکتا۔ میدان جنگ میں دشمن پر اعتبار کرلینا آپ ہی کا کام تھا۔ میرا منہ نہیں کہ آپ کا شکریہ ادا کرسکوں۔ میری طلبی پر آپ کا تشریف لے آنا ہمیشہ کے واسطے مجھکو گرویدہ کرچکا"

ملکہ کی ماں "میں پہلے ہی لڑائی کی مخالف تھی۔ اور میرا خیال تھا کہ جنگ نہ ہو تو اچھا ہے۔ مگر تمہارے مزاج میں جوانی اُدھر تریاہٹ مجبور رہی۔ لیکن کیسے اندھیر کی بات ہے کہ تم دونوں کی اس ضد نے یہ دن دکھایا کہ کل سینکڑوں اللہ کے بندے دنیا سے رخصت ہوئے"

فیلوس "میری مقدس ماں، آپ کے علم میں ہے کہ میرے ساتھ کس قدر زیادتی ہوئی۔ میں اس وقت آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میں اپنی طرف سے اپنی دولت اور سلطنت نہیں اپنی جان تک ملکہ کی نذر کرچکا تھا۔ میں نے زبان ہی سے یہ نہیں کہا۔ بلکہ اپنے دوران قیام میں اس کا ثبوت بھی دیا۔ اور گو ملکہ اس کا اقرار نہ کرے مگر وہ اس سے انکار نہیں کرسکتی کہ میں نے اپنا تاج قدموں میں ڈال کر عرض کیا کہ اب اس کی لاج تمہارے ہاتھ ہے۔

ما۔ "مجھے نہیں معلوم"

فیلوس "آپ کو علم نہ ہوگا"

ما "میں یہ تو جانتی تھی کہ تم شادی کے خواہشمند ہو"

فیلوس "میں تو غلام اور عاشق تھا"

ما "مگر کیا عشق میں حکومت روا ہے"

فیلوس "آپ نے دیکھا میرے ساتھ کیا ہوا"

ما:"جو کچھ ہوا ٹھیک ہوا"
فیلوس۔"لیکن گھڑ دوڑ والیان ریاست کی تھی"
ما۔"یہ تمہارا خیال ہے واقعہ نہیں"
فیلوس:"میں ایسا ہی سمجھے ہوئے تھا"
ما:"تم نے غلط سمجھا۔ اور اس پر ستم یہ کیا کہ بہرام کو قتل کرنا چاہا"
فیلوس:"وہ میرا رقیب ہے"۔
ما:"اس لئے کہ بازی لے گیا"
فیلوس:"نہیں اس لئے کہ سیطورہ کا محبوب ہے"۔
ما:"لغو، اتّہام، الزام"
فیلوس:"پھر اس کے قتل میں کیا نقصان تھا؟"
ما:"اس لئے کہ بے گناہ تھا"
فیلوس:"کوئی مضائقہ نہ تھا"
ما۔"تمہاری رائے میں ایک بے گناہ کا خون کوئی وقعت نہیں رکھتا"
فیلوس:"مطلق نہیں"
ما۔"ہمارا یہ خیال نہیں"
فیلوس:"میں چاہتا ہوں کہ لڑائی ختم ہو جائے اور۔۔۔ " " "
ما۔"اور کے آگے۔؟"
فیلوس:"آپ خود سمجھ جایئے"۔
ما:"میں نہیں سمجھ سکی"۔
فیلوس:"لڑائی ختم ہو۔ اور ملکہ میری ہو"
ما:"میں اس کا وعدہ نہیں کر سکتی"۔

ورشہوار۔

فیلوس۔ آپ اس کی کوشش کر سکتی ہیں "۔

ما۔ "تم نے کوشش کا راستہ ہی نہیں رکھا۔"

فیلوس۔ "اگر میں ندامت کا اظہار کروں۔"

ما۔ "میں وعدہ نہیں کر سکتی"۔

فیلوس۔ "میں صلح اور ندامت یا دوسرے الفاظ میں معافی کے واسطے تیار ہوں بشرطیکہ یہ مجھے یقین کامل ہو جائے کہ سبطورا میری ہو جائیگی۔

ما۔ تم کو معلوم ہے کہ آج ایک دنیا اس کی خواستگار ہے۔ تم میں ایسے کیا لال لگے ہیں کہ وہ تم کو ترجیح دے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ تم نے دشمنی میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔"

فیلوس۔ "تو میں قطعاً نا امید ہو جاؤں۔"

ما۔ "میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

فیلوس۔ "آپ اچھی طرح یاد رکھئے کہ ماژندران کا ایک متنفس زندہ نہ چھوڑوں گا اور شہر میں زن بچہ کو لھو پلوا دوں گا۔"

ما۔ "یہ خیال ہی خیال ہے۔"

فیلوس۔ "سبطورا کے سوا اور کون بہادر وہاں ہے۔"

ما۔ "وہی ماژندران جس کی شجاعت تو نے آج دیکھ لی۔"

فیلوس۔ "آج محض اتفاق تھا کہ میں غالب نہ آسکا۔"

ما۔ "کل مغلوب ہونے کو بھی تو اتفاق ہی سمجھئے گا۔"

فیلوس۔ "مقدس ما آپ کی گفتگو معقول نہیں۔"

ما۔ "عزیز بچے تیری گفتگو اور بھی نا معقول ہے۔"

فیلوس۔ "تو صلح کی کوئی تجویز نہیں ہو سکتی۔"

ما۔" صلح دوسری چیز ہے اور سبطورا کی محبت دوسری چیز ہے"۔
فیلوس۔" یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں"
ما۔" پھر اس کے ساتھ شامل کیوں کرتے ہو؟"
فیلوس۔" اگر میں اس کو علیحدہ کر دوں"
ما۔" صلح کا ہو جانا ایسی حالت میں ممکن ہے۔ مگر میں وعدہ نہیں کر سکتی"۔
فیلوس۔" اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ڈر گیا"
ما۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنی غلطی محسوس کرنے لگا"
فیلوس۔" اچھا مگر ایک شرط پر"
ما۔" وہ کیا"
فیلوس۔" بہرام میرے حوالہ کر دیا جائے"
ما۔" یہ نہیں ہو سکتا"

(۹)

ایک خاموش درخت کے نیچے غروب آفتاب کے بعد سبطورا چپ چپ کھڑی ہے۔ بہرام اس کے ساتھ ہے اور کہہ رہا ہے۔
"میرا رونگٹا رونگٹا اگر زبان بن جائے تو میں اس شکریہ سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ جو مجھ پر واجب ہے"
ملکہ۔" ان باتوں میں کیا رکھا ہے"
بہرام۔" یہ نہایت ضروری باتیں ہیں۔ اگر سرکار عالیہ وقعت دیں"
ملکہ۔" آج کے معرکہ کا انجام قابل اطمینان ہے"
بہرام۔" میں تو پھر وہی عرض کرتا ہوں کہ ۔۔۔۔۔"
ملکہ۔" کیا؟"

بہرام: "مجھے قربان کیجئے"
ملکہ: "ابھی وقت نہیں آیا۔ اگرچہ ارادہ مصمم ہو گیا ہے"
بہرام: "سر کا مالک ہیں"
ملکہ: "یہ گفتگو مت کرو"
بہرام: "اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں"
سبطورا: "چلو"

ملکہ اور بہرام دونوں چلے جا رہے تھے سبطورا کی ماں رستہ میں ملی۔ اور کہا: "تم اس وقت کہاں گئی تھیں"۔
ملکہ: "اور آپ کدھر تشریف لے گئی تھیں"
ماں: "میں توفیلوس کے پاس گئی تھی"
ملکہ: "کیا واقعی؟"
ماں: "ہاں"۔
ملکہ: "کیوں۔؟"
ماں: "اس کے دو قاصد آ چکے تھے"
ملکہ: "اور جو وہ دغا کرتا"
ماں: "دغا کر کے کیا کر سکتا"
ملکہ: "مصلحت نہ تھی"۔
ماں: "میری رائے میں تھی"
ملکہ: "پھر کیا نتیجہ ہوا؟"
ماں: "وہ صلح پر راضی ہے مگر........"
ملکہ: "مگر بھی فرمایئے"

ما۔ "بس تم خود سمجھ جاؤ"۔
ملکہ "غارت کرو مردود کو آپ نے کیوں نہ جواب قطعی دیدیا"
ما "دے آئی"
ملکہ "خوب کیا"
ما "ایک اور بات بھی تھی"۔
ملکہ "بہرام کا سر؟"۔
ما "ہاں!" ملکہ "ذلیل کمینہ"

(۱۰)

صبح ہوتے ہی دونوں فوجیں میدان میں آئیں۔ ایرانیوں کا پہلا حملہ زور کا ہوا کہ ہرچند ماژندرانیوں نے مقابلہ کی کوشش کی۔ مگر نہ ٹھہر سکے۔ لڑائی کا اس وقت تمام زور حبیش پر تھا۔ ادھر ماژندرانیوں نے پوری طاقت سے کام لیا۔ دفعتاً بائیں بازو پر فیلوس بجلی کی طرح گرا اور اپنے ہاتھ سے کمند ڈال کر بہرام کو گرفتار کر لیا"۔

بہرام کی گرفتاری سے اس کے باپ کی ہمت پست ہوگئی تھی۔ مگر پھر بھی وہ مقابلہ میں پہلے سے زیادہ تیز ہوا۔ اور تلوار ہاتھ میں لیکر فیلوس کے پیچھے چلا۔ کچھ دل کی لگی تھی کچھ قومی جوش اور وطن کی محبت از بادہ دور نکل گیا تھا۔ اس بے تابی نے عقل زائل کردی فیلوس نے موقعہ پاکر پھر پلٹا اور چاروں طرف گھیرا ڈال اس کو بھی گرفتار کیا۔

دونوں باپ بیٹوں کی گرفتاری سے ماژندرانیوں کے چھکے چھوٹ گئے مگر ملکہ نے اس وقت غیر معمولی جرأت دکھائی۔ اور مردانہ وار کمان ہاتھ میں لے خود میدان جنگ میں آئی۔ شام تک لڑائی کا رنگ ایک خاص حالت

پر رہا۔ کبھی ماژندرانی دو قدم پیچھے ہٹتے تھے۔ کبھی ایرانی۔ یہ کیفیت شام تک بدستور رہی۔ شام کے بعد جب ہر طرف اندھیرا چھا گیا تو لڑائی پھر کل پر موقوف کی گئی۔

رات کے وقت ملکہ نے وزیر جنگ کو بلا کر مشورہ کیا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ سپہ سالار کی گرفتاری نے قریب تمام اُمیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور اب بظاہر فوج کے جی چھوٹ گئے۔

ملکہ کی ماں نے سب سے پہلے صلاح دی کہ جس طرح ہو صلح کر لیجائے۔

وزیر "میں بھی اس رائے سے متفق ہوں۔ سپہ سالار بہادر کی گرفتاری سے واقعی لوگوں کے دل اُکھڑ گئے"۔

ملکہ "تو کیا لڑنے سے انکار کرتے ہو"۔

وزیر "انکار تو نہیں کرتے"۔

ملکہ "پھر کیا کہتے ہو؟"۔

وزیر "معلوم ہوتا ہے کہ ہمتیں پست ہو گئیں"۔

ملکہ "پھر"؟

وزیر "پھر یہ کہ فتح کی اُمید نہیں"۔

ملکہ "صلح کن شرائط پر ہو؟"

وزیر "جو شرائط وہ کہے"۔

ملکہ "ہرگز نہیں ہو سکتا"۔

وزیر "حضور مالک ہیں"۔

ملکہ "وہ نہایت نامعقول شرطیں پیش کرے گا"۔

وزیر "ظاہر ہے"۔

ملکہ کی ما "اگر مناسب سمجھو تو میں خود جاؤں ؟"
وزیر "سرکار ایک دفعہ تشریف لے تو گئیں تھیں"
ملکہ کی ما "ہاں میں ہو آئی ہوں"
وزیر "تو کوئی مضائقہ نہیں۔ آپ سے بہتر قاصد کون ہو گا"
ملکہ "صلح کی شرائط دریافت کیجئے"۔
ما "اچھا"

(۱۱)

رات کے دس بجے ہونگے۔ فیلوس نشہ شراب میں چور بیٹھا جھوم رہا ہے۔ امراء و وزراء سامنے خاموش کھڑے ہیں۔ اس کے سامنے ایک کٹا ہوا سر رکھا ہے۔ وہ غور سے دیکھ رہا ہے اور کہہ رہا ہے یہ سبطورا کے محبوب کا سر ہے۔ اس نے دفعۃً قہقہہ مارا اور کہا۔ آج کے جشن میں تمام تکلفات موجود ہیں اور میرا دل نہایت خوش ہے۔ لیکن جب سبطورا میرے سامنے گرفتار کھڑی ہوگی۔ میں اس سے بہت زیادہ خوش ہوں گا"

اس کے بعد اس نے سپہ سالار کی طرف دیکھا اور کہا۔
"تم اچھی طرح سن لو کہ فتح کے یہ معنی نہیں کہ ملکہ بھاگ کر نکل جائے میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ سبطورا اس معرکہ میں قتل ہو۔ تمہارا فرض اس کو زندہ گرفتار کرنا ہے"

اس فقرہ کے ختم ہوتے ہی ملکہ کی ما اندر داخل ہوئی۔ فیلوس خوشی کے مارے اوچھل پڑا۔ اور کہا !
"آج آپ نے بغیر طلبی میرے جشن میں شرکت کی۔ میں اس روز سے

زیادہ آج آپ کا ممنون ہوں۔"
سبطورہ کی ماں۔ "میں دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا ہو رہا ہے"۔
فیلوس۔ "آیئے۔ خوشی سے آیئے اور نئی چیز دیکھئے"۔
سبطورہ کی ماں۔ "وہ نئی چیز کیا ہے؟"
فیلوس۔ "یہ ہاسراص کا سر"
سبطورہ کی ماں۔ "اوہ! غضب ہوا"
فیلوس۔ "کچھ غضب نہیں بہت اچھا ہوا۔ پاپ کٹا"۔
سبطورہ کی ماں۔ "مگر کل کا معرکہ تمہارے اوسان کھو دے گا"۔
فیلوس۔ (قہقہہ مار کر) "خوب! خوب"۔
سبطورہ کی ماں۔ "کل معلوم ہو گی"۔
فیلوس۔ "کیا معلوم ہو گی؟"
سبطورہ کی ماں۔ "کہنا بے سود ہے"۔
فیلوس۔ "مٹھی بھر آدمیوں کا قتل بہت تھوڑا وقت لے گا"۔
سبطورہ کی ماں۔ "خیر دیکھی جائے گی"۔
فیلوس۔ "آج شام نہ ہو جاتی تو آج ہی فیصلہ تھا"
سبطورہ کی ماں۔ "وہ مٹھی بھر نہیں بڑی جمعیت ہے"۔
فیلوس۔ "سب دیکھی بھالی ہے"
سبطورہ کی ماں۔ "آج پوری فوج مازندران سے آ گئی"۔
فیلوس۔ "مطلق پرواہ نہیں"۔
سبطورہ کی ماں۔ "اچھا اب اگر صلح منظور ہے تو میں صرف اس لئے کہ خونریزی نہ ہو سبطورہ کا حصہ فرو کر سکتی ہوں"۔

فیلوس۔ "صرف ایک شرط پر"۔
سبطورہ کی ما۔ "وہ کیا؟"
فیلوس۔ "وہ وہی"۔
سبطورہ کی ما۔ "یہ ہرگز نہیں ہو سکتا"۔
فیلوس۔ "بس تو صلح ناممکن"۔
سبطورہ کی ما۔ "اب تمام ذمہ داری تیرے سر رہی"۔
فیلوس۔ "وہ تو پہلے ہی سے ہے"۔
سبطورہ کی ما۔ "اس وقت کا انجام تو دیکھ چکا۔ ماژندرانیوں کی ہمت تجھے معلوم ہو گئی۔ اب کیوں جان بوجھ کر کنوئیں میں گرتا ہے"۔
فیلوس۔ "دونوں مقصد تھے۔ ایک حاصل ہو گیا ایک حاصل ہونے کے قریب ہے"۔
سبطورہ کی ما۔ "دوسرا حاصل ہونا ناممکن ہے"۔
فیلوس۔ "دوسرا پہلے سے زیادہ آسان ہے"۔
ملکہ کی ما۔ "اچھا تیری خوشی میں جاتی ہوں"۔
فیلوس۔ "جائیے اور کل سیر دیکھیے"۔

(۱۳)

آدھی رات کے سنسان وقت میں جب دن بھر کے تھکے ہارے ایرانی بے خبر پڑے نیند کے مزے لے رہے تھے۔ بہوادا ایرانیوں کے لشکر میں ایک درخت سے بندھا ہوا خاموش کھڑا تھا۔ پہرہ دار نیند کی لپیٹ میں تو ضرور تھا۔ مگر بے خبر نہ تھا۔ کہ ایک تلوار اس کے سر پر ایسی پڑی کہ گردن کئی قدم دور جا کر گری اس کے بعد قیدی کی مشکیں کھولی گئیں اور کھولنے والے نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ماژندرانی فوج کی طرف چھوڑ دیا۔

دونوں آہستہ آہستہ چلے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حدود میں داخل ہوئے۔ اور بہرام نے قدموں میں گر کر کہا۔

"ستم ہے ملکہ دوران ستم! اُدھر مظلوم باپ نے اپنی جان مجھ نالائق پر قربان کی اور کہہ دیا کہ بہرام میں ہوں۔ ادھر آپ نے اپنے تئیں مجھ ناشاد کے واسطے مصیبت میں ڈالا"۔

ملکہ۔ "اس قسم کی باتیں کچھ زیادہ سود مند نہیں ہوتیں"۔

بہرام۔ "مگر یہ ذرہ نوازی تو مجھے قتل کر رہی ہے۔ اجازت دیجئے کہ قدموں میں گر کر لوٹوں۔ تڑپوں اور مر جاؤں"۔

ملکہ۔ "قدموں کی کیا ضرورت ہے پتھر موجود ہیں"۔

بہرام۔ "ضرورت تو ان قدموں کی ہے"۔

ملکہ۔ "فضول! ہاں فیلقوس کی کیا کیفیت ہے"۔

بہرام۔ "نخوت میں بیہوش۔ نشہ میں چور اور عشق میں سرشار"۔

ملکہ۔ "ابھی تک عشق کا سودا اس کے دماغ سے گیا نہیں؟"

بہرام۔ "وہ تو بڑے بڑے ارمان رکھتا ہے۔"

ملکہ۔ "تعجب"۔

بہرام۔ "وہ کامیابی یقینی سمجھتا ہے"۔

ملکہ۔ "دیوانہ ہے"۔

بہرام۔ "مگر اب مقابلہ مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے"۔

ملکہ۔ "وزیر جنگ کا خیال ہے کہ واپس چلیں"۔

" دونوں اسی قسم کی باتیں کرتے ہوئے اپنے لشکر میں پہنچے وزیر جنگ اور ملکہ کی ماں آگے بڑھی اور کہا، "معاملہ طے کرنا چاہئے خموشی کا وقت نہیں ہے"۔

ملکہ۔ "آپ کی کیا رائے ہے"۔
وزیر۔ "سب سے بہتر صورت یہی ہے کہ واپس چلیں"
ملکہ۔ "کیا یہ فیصلہ قطعی ہے"۔
ما۔ "عقل کا تقاضا یہی ہے"۔
وزیر۔ "فوج کا بڑا حصّہ ضائع ہو چکا"
ملکہ۔ "ابھی مقابلہ کے واسطے جمعیت موجود ہے"۔
وزیر۔ "مگر کافی نہیں ہے"۔
ملکہ۔ "بہت بڑی ذلت ہو گی"۔
وزیر۔ "کوئی ذلت نہیں"۔
ملکہ۔ "کیوں نہیں"۔
وزیر۔ "چلکر نئی فوج تیار کیجئے"
ملکہ۔ "کافی وقت صرف ہو گا"
وزیر۔ "صرف ایک مہینہ"۔
ملکہ۔ "یہ مدت کافی ہے"۔
وزیر۔ "میں وعدہ کرتا ہوں"
ملکہ۔ "اچھا تمہاری خوشی"

(۱۳)

صبح کے وقت جب ایرانی فوج مقابلہ کے واسطے تیار ہوئی اور رات کی سیاہی ختم ہو گئی۔ تو کیا دیکھتی ہے کہ ماژندرانی لشکر میں ایک متنفس کا پتہ نہیں میدان صاف ہے۔ ادھر اس خبر نے ادھر اس قیدی کے فرار نے اور سب سے زیادہ اس علم نے کہ مقتول بہرام نہیں اس

کا باپ تھا فیلوس کے ہوش باختہ کر دیئے۔ وہ دانت پیستا ہوا چاروں طرف پھرتا تھا اور کوئی کارگر تدبیر سمجھ میں نہ آتی تھی غصہ اور پریشانی کی حالت میں وزیر کو بلا کر حکم دیا کہ فوراً ماژندران کا کوچ کرو“۔

ایرانی فوج متواتر تین روز کا مقابلہ کرتے کرتے اس قدر خستہ ہو چکی تھی۔ کہ فوری سفر کی طاقت نہ تھی۔ مگر فیلوس کا نادرشاہی حکم نہ ٹلا۔ اور اس حالت میں فوج نے سفر کیا۔ غضب یہ تھا کہ دن رات برابر مارا مار چلے جا رہے تھے قیام کی اجازت مشکل سے چند گھنٹوں کی ملی تھی۔ ورنہ دن رات کوچ ہی کوچ تھا۔

ماژندران سے ایک پڑاؤ پہلے ایرانی سپہ سالار نے فیلوس سے کہا ”ارشادشاہی کی تعمیل سے انحراف ناممکن ہے۔ مگر اس قدر عرض کرنا مصلحت ہے کہ فوج اتنی خستہ اور پریشان ہو چکی ہے کہ آرام کا موقع نہ دیا گیا تو نتیجہ خاطر خواہ نہ نکلے گا“

”فیلوس اپنی دھن میں دیوانہ ہو رہا تھا سپہ سالار کی بات پر مطلق التفات نہ کیا اور حکم دیا کہ ”فوراً آگے بڑھو اور غروب آفتاب سے قبل ماژندران کا محاصرہ کر لو“

یہ حکم سراسر مصلحت کے خلاف تھا۔ گو اس سلسلہ میں وزیر جنگ نے بھی مخالفت کی۔ مگر فیلوس کے کان پر جوں نہ چلی۔ اور اپنی تجویز کے موافق لشکر سے پہلے ماژندران پہنچا دیا۔

ماژندرانی وطن پہنچے تو ایک رات مزے سے میٹھی نیند کا مزہ لے چکے تھے صبح اٹھتے ہی سپہ سالار نے فوج اور رعیت کے سامنے یہ تقریر کی ۔

"پیارے بھائیو! تم کو معلوم ہے رو سیاہ ایرانیوں نے ہمکو کس قدر حیران اور پریشان کر رکھا ہے۔ اس جنگل بیابان میں جہاں آدمی نہ آدم زاد تمہارے عزیز و قریب بے گور و کفن زمین میں ابدی نیند سو گئے اور ان ہی ظالموں کے ہاتھوں۔ اب ان کا ارادہ ہم پر حکومت کرنے کا ہے اور چاہتے ہیں کہ ہمکو اپنا غلام بنا کر ہماری عورتوں کو لونڈیاں بنائیں۔ ظالم اور جفا کار سنگدلوں کے کارنامے ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور ہم خوشی سے اپنی جانیں قربان کرنے کو موجود ہیں۔ بجائے اسکے کہ ایک ایسے شقی القلب بادشاہ کی حکومت میں اپنی زندگی بسر کریں اس وقت تم صرف ملکۂ دوران کی حمایت میں نہ اُٹھو بلکہ اپنی ناموس اپنی عزت اپنی عورتوں کی عفت کے واسطے تم اپنے وطن پر قربان ہو۔ اپنے اہل عیال کے کام آؤ اور اس طرح اپنے بچوں کو دشمن کی قید سے بچالو۔"

اس تقریر کے ختم ہوتے ہی چاروں طرف سے رضامندی کے نعرے بلند ہوئے اور ایک جری لشکر دروازۂ مازندران پر موجود ہوا۔ ایرانی فوج اندر داخل ہونے کو تیار تھی، ہر چند شجاعت کے جوہر دکھائے۔ مگر سب وہیں کھیت رہے۔ جب تمام فوج کام آچکی۔ تو فیلوس نے بھاگنے کا قصد کیا۔

"بہرام نے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ کھویا۔ اور گھوڑا اڑا کر مقابلہ میں پہنچا اور کہا "بھاگتا کیوں ہے۔ میں بھی تنہا ہوں اور تو بھی، تو بھی مسلح ہے اور میں بھی۔ سامنے آ اور پھر دیکھ کہ کیا ہوتا ہے۔ تو شاید بھول گیا ہوگا۔ مگر گھوڑ دوڑ کا وار مجھکو یاد ہے۔ وہ بھی ایک اتفاق تھا کہ تو نے مجھ کو گرفتار کرلیا۔ اب وقت ہے کہ میں تجھ کو گرفتار کروں۔ اور ملکہ عالم کے حضور

میں لیجا کر پیش کروں"۔

فیلوس یہ سنتے ہی آپے سے باہر ہوگیا اور فوراً پلٹ کر تلوار کا ایک ہاتھ اس زور سے بہرام کے سر پہ دیا کہ اگر بہرام کٹی نہ کاٹے تو دو ٹکڑے ہوجاتے بہرام کے بچتے ہی فیلوس نے کمند پھینکی کہ زندہ گرفتار کرے یہ وار بھی بہرام نے خالی دیا۔ مگر فیلوس اب بھی نہ چوکا اور آگے بڑھکر ایک اور وار کیا۔ لیکن وقت بہرام کے ساتھ تھا۔ اس میں شک نہیں کہ فیلوس نے متواتر حملے اور اس زور شور سے کئے کہ بہرام کے ہوش جاتے رہے۔ وہ سنبھلنے نہ پاتا کہ ظالم دوسرا حملہ کر بیٹھتا تھا۔ چھ حملے اس طرح سے ہوئے۔ مگر خوش قسمتی سے بہرام بال بال محفوظ رہا۔ اب فیلوس نے ہاتھ روکا اور سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ "میں اور تو دونوں گھوڑے سے نیچے اُتر کر اپنے اپنے ہتھیار الگ کر دیں اور کشتی لڑیں"

بہرام نے نہایت خوشی سے یہ شرط منظور کی اور دونوں بہادر گھوڑے سے نیچے اُترے اور ہتھیار الگ کر دیئے۔ کشتی دیر تک ہوتی رہی فیلوس دانت پیسکر زور لگاتا تھا۔ لیکن بہرام کسی طرح قبضہ میں نہ آتا تھا۔ فیلوس کی کوشش ختم ہوئی تو بہرام نے کہا "لے اب تو ماژندرانی خون دیکھ۔ اور سمجھ کہ ملکہ سبطودا کا نمک کتنی طاقت رکھتا ہے"

" یہ کہکر بہرام نے فیلوس کو زمین سے بلند کر لیا اور اس زور سے پھینکا کہ بدنصیب لڑکتا ہوا جا کر پڑا۔ اس کے گرتے ہی بہرام سینہ پر سوار تھا۔ قصد کیا کہ اس کا کام تمام کردوں۔ اس دفعہ فیلوس نے منت سے کہا "تو مجھکو زندہ گرفتار کر اور ملکہ کے حضور میں پیش کردے اگر وہ قتل کا حکم دے تو قتل کر دیجیو"

بہرام کمند اُٹھانے چلا۔ اس کے کمند لانے سے پہلے فیلوس اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا "وہ محض اتفاق تھا۔ مقابلہ اب ہوگا"
اس وقت فیلوس نے خنجر اُٹھا لیا تھا اور اگر بہرام اس کا ہاتھ نہ پکڑے تو کام تمام ہو ہی چکا تھا۔ بہرام کی گرفت اس قدر طاقتور تھی کہ فیلوس کا ہاتھ نہ چھوٹ سکا۔ اور بہرام نے اس کا خنجر چھین کر الگ پھینکدیا۔
اس وقت فیلوس پھر لپٹا مگر کمزور مار کھانے کی نشانی تھا۔ اور لپٹتے ہی گرا۔ اب بہرام نے خوشی کا غلغلہ بلند کیا۔ اور اس کو کمند ڈالکر اپنے ہمراہ لے چلا"
ملکہ سبطودہ بہرام کے غائب ہونے سے پریشان تھی۔ اور گو فتح کامل ہو چکی تھی۔ دشمن بھاگ گیا۔ فوج رفو چکر ہو گئی۔ لیکن بہرام کا غائب ہونا ایسا نہ تھا کہ مائدہ نذرانی خاموش رہتے۔ ہر شخص رائے زنی کر رہا تھا اور کوئی مستقل خیال قائم نہ ہوتا تھا کہ سامنے سے بہرام اُچھلتا کودتا اپنے شکار کو لے کر آیا اور آتے ہی ملکہ کے قدموں میں گرا۔
"لیجئے سرکار جفا کار حاضر ہے"
ملکہ۔ "شاباش"
بہرام۔ "سرکار اس دغا باز نے اس وقت بھی مکر سے کام لیا"
ملکہ۔ "وہ کیا"۔
بہرام۔ "دھوکہ دیکر بھاگ رہا تھا"
ملکہ۔ "کیوں فیلوس کیا حال ہے؟"
فیلوس۔ "نادم ہوں"
ملکہ۔ "قتل کے سزاوار ہو یا نہیں"

فیلوس۔ "بیشک ہوں۔ مگر رحم کا ملتجی"
ملکہ۔ "تم نے ہمارے سپہ سالار کو قتل کیا"۔
بہرام۔ "سرکار عالیہ آپ مالک ہیں۔ جو جی چاہے حکم دیجئے۔ مگر میرے مظلوم باپ کا خون خالی نہ جائے گا۔ اور میں اس سے بدلہ لوں گا"
وزیر۔ "حضور عالیہ کی رائے سر آنکھوں پر مگر دشمن کو حقیر سمجھنا نامناسب ہے۔
ملکہ کی ماں۔ "وہ جفا کار جس نے ہمارے سپہ سالار کو قتل کیا ہرگز رحم کا مستحق نہیں"
بہرام۔ "یوں تو حضور کا حکم وہ ہے جس کے سامنے کسی کی ہمت نہیں کہ دم مار سکے۔ مگر میں فریادی ہوں"
فیلوس۔ "واقعی میں گردن زدنی ہوں۔ لیکن رحم کا ملتجی"
ملکہ۔ "یہ سب تمہارے برخلاف ہیں"
فیلوس۔ "سرکار عالیہ میں تو یہ کرتا ہوں"
ملکہ۔ "بہرام میں سفارش کرتی ہوں کہ اس کو چھوڑ دو"
بہرام۔ "سرکار مالک ہیں"

(۱۴)

ماں۔ "لیکن سبطورہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک معمولی سپہ سالار کا لڑکا تیرا شوہر بنے تیری عقل زائل ہو گئی۔ تو عشق میں اندھی ہے کہ اپنی حیثیت کو اس طرح غارت کر رہی ہے"
ملکہ۔ "میں اپنی رائے پر ہر قسم کا بھروسہ رکھتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ بہتر سے بہتر شخص اور اچھے سے اچھا بادشاہ میرے واسطے اتنا مفید نہ ہو گا جتنا بہرام"
"اگر تیرا اصرار اس حد تک پہنچ گیا ہے اور تو فیصلہ کر چکی ہے تو سب سے

پہلے مجھے قتل کر دے۔ اس کے بعد تجھے اختیار ہے۔"

ملکہ سبطورہ۔" یہ آپ کا ظلم ہے۔"

ما۔" جو کچھ بھی ہو۔"

ملکہ۔" میں جو کچھ زبان سے کہہ چکی ہوں۔ اسے پورا کروں گی۔ میں نے بہرام سے وعدہ کرلیا ہے اور اس وعدہ کا پورا کرنا میرا فرض ہے۔"

ما۔" میں منع نہیں کرتی لیکن اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تو مجھے قتل کر دے۔"

ملکہ۔" میں یہ بھی گوارہ نہیں کر سکتی۔"

ما۔" دونوں میں سے ایک بات گوارا کرنی پڑے گی۔"

ملکہ۔" آپ ایسی بات نہ کہئے جو میرے اختیار سے باہر ہو۔ جو وعدہ ہو گیا وہ پورا ہو گا۔ آپ جو مناسب سمجھیں خود کرلیں۔"

ما۔" تجھکو جنون ہو گیا کہ تو ما جیسی چیز کو اپنی خواہش پر قربان کرتی ہے۔"

ملکہ۔" اگر وہ خواہش جائز ہے تو قابل اعتراض نہیں۔"

ما۔" میں قابل اعتراض نہیں کہتی، مگر یہ کیا ضرور ہے کہ ایک معمولی حیثیت کا انسان ہاتھ کا دیکھنے والا شوہر بنایا جائے۔ یہ عشق ہے اور اس کا سودا ہے۔"

ملکہ۔" میں اگر دیوانی ہو گئی تو آپ کے مشورہ کی ضرورت نہ تھی جو کچھ کرنا ہوتا کر بیٹھتی۔ میں اس سلسلہ میں کوئی خرابی نہیں پاتی۔ اس لئے مصر ہوں۔"

ما۔" اس سے زیادہ کیا خرابی ہو گی کہ ایک سلطنت کی ملکہ معمولی انسان کو اپنا شوہر بنائے۔ ناک کٹے گی۔ عزت برباد ہو گی اور آبرو پر پانی پھیرے گا سبطورہ عقل سے کام لے اور وہ بات نہ کر کہ دنیا ہنسی اڑائے۔"

ملکہ۔" میں نے مفصل واقعات آپ کے سامنے بیان کر دیئے کہ جو آپ کی رائے ہو، میں اس پر عمل کروں، لیکن معاہدہ کی تکمیل میری جان کے

ساتھ ہے اور اگر میں وعدہ پورا نہیں کر سکتی تو مجھے زندہ رہنے کا حق نہیں"۔

ما۔ "اس سے بہتر تو یہ ہی ہے کہ میں خود مر جاؤں"۔

ملکہ۔ "میں ہرگز اس کو بہتر نہیں سمجھتی۔ موت میرے واسطے ہونی چاہیئے کیونکہ میں آبائی عزت کو برباد کرتی ہوں"۔

ما۔ "میں نے غلط نہیں کہا۔ تم خود ہی غور کرو۔ کہ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ درست ہے۔

ملکہ۔ "آپ درست کہہ رہی ہیں۔ لیکن مجھے اگر ایسا کرنا ہوتا اور آپ کی مرضی کا لحاظ نہ کرتی تو کبھی کا کر چکتی"۔

ما۔ "میں سمجھتی ہوں اور سمجھاتی ہوں، کہ اس خیال کو دور کر"۔

ملکہ۔ "وعدہ کا لحاظ نہ کروں"۔

ما۔ "وعدہ کرنے کی ضرورت کیا پیش آئی تھی۔ اس کو اپنی حیثیت دیکھکر بات کرنی چاہیئے تھی۔ اس کو حق ہی نہ تھا کہ ایسی درخواست کرتا"۔

ملکہ۔ "ممکن ہے کہ اس نے درخواست نہ کی ہو"۔

ما۔ "تو کیا یہ تمہارا وعدہ شاہانہ ہے"۔

ملکہ۔ "میں اسکے متعلق زیادہ گفتگو مناسب نہیں سمجھتی۔ آپ کوئی قطعی فیصلہ کیجئے"۔

ما۔ "میں تو کہہ چکی کہ اگر تم اپنی ضد پر مصر ہو تو پہلے مجھے قتل کرو"۔

ملکہ۔ "مجھے یہ بھی منظور نہیں"۔

ما۔ "بس تو جانے دو"۔

(۱۵)

ملکہ کی ما۔ "اس سے زیادہ نازک وقت اور ٹیڑھا موقعہ سلطنت پر کبھی نہ آیا ہوگا۔ آج تمہاری وفاداری کا امتحان ہے۔ یہ وہ بات ہے جس کو

عام طور پر مُنہ سے نکال نہیں سکتی۔ اس کی عقل پر پردے پڑ گئے کہ ایک چھچھورے لونڈے کے رنگ میں آ کر اس سے شادی کرنے پر رضامند ہو گئی۔"

وزیر۔ "ملکہ عالیہ میرے کان اس خبر سے آشنا ضرور ہیں۔ مگر مجھے یہ اُمید نہ تھی کہ سرکار عالیہ کی موجودگی میں شہزادی ملکۂ عالم اس معاملہ میں ایسی خودسر ہو جائیں گی۔"

ملکہ کی ماں "خیر جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اب تم کوئی تدبیر ایسی کرو کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔"

وزیر "میں خود حیران ہوں، ہر چند سوچتا ہوں مگر کوئی بات ٹھیک نہیں بیٹھتی۔"

ملکہ کی ماں۔ "ضرورت صرف یہ ہے کہ بھرام کی طرف سے وہ ایسی بدظن ہو کہ عمر بھر اس کی صورت نہ دیکھے۔"

وزیر۔ "یہ میں سمجھ گیا۔ مگر کوئی تدبیر بھی تو ایسی ہو۔"

ملکہ کی ماں۔ "میری رائے میں ملکہ کو یقین دلانا چاہیے کہ بھرام نے تمام شہر میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ ملکہ اس پر عاشق ہے۔"

وزیر "جی ہاں یہ تدبیر بہت مناسب ہے۔"

ملکہ کی ماں۔ "کچھ لوگ ایسے مقرر کرو۔ وقتاً فوقتاً اس کے پاس جائیں اور اس قسم کا تذکرہ کریں۔"

وزیر "میں سمجھ گیا۔ اور آپ خاطر جمع رکھئے میں اس کا سلسلہ شروع کرتا ہوں۔"

ملکہ کی ماں "مگر معاملہ ٹیڑھا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کو شبہ ہو جائے۔"

وزیر "توبہ توبہ کیا مجال ہے کہ رتی بھر شبہ ہو جائے۔ میں آج ہی سے اس کا انتظام کرتا ہوں۔ اور آپ بہت جلد نتیجہ دیکھ لیجئے گا۔"

ملکہ کی ماں "ایک صورت یہ بھی ہے کہ بھرام کو قتل کر دو۔"

وزیر۔ "یہ ذرا نامناسب ہے اور میں اس کو پسند نہیں کرتا۔"
ملکہ کی ماں۔ "اس میں کیا قباحت ہے؟"
وزیر۔ "اندیشہ ہے کہ ملکہ دوراں اس کو سمجھ جائیں گی اور اگر راز افشار ہوگیا تو سخت بدنامی ہوگی۔"
ملکہ کی ماں۔ "اچھا تو وہ پہلی ہی تدبیر کرو۔"

(۱۷)

دوپہر کا وقت تھا کہ وزیر جنگ نے ملکہ سبطودہ کے دربار میں حاضر کی اجازت طلب کی، یہ غیر معمولی وقت تھا۔ ملکہ اس وقت تنہا بیٹھی ہوئی کسی خاص معاملہ پر غور رہی تھی۔ متعجب ہوئی اور تعجب کے ساتھ اجازت دی تو وزیر حاضر ہوا اور معمولی مراسم و آداب شاہی کے بعد عرض کرنے لگا۔
"ہم نے سرکار عالیہ کا نمک کھایا ہے اور نمک حرامی سے زیادہ گناہ دنیا میں کوئی فعل نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ بہرام اپنی نالائقوں سے کسی طرح باز نہیں آتا۔ اس کی شرارتیں اب اس حد کو پہنچ گئیں مازندران کا بچہ بچہ سرکار عالیہ کو مطعون کر رہا ہے تعجب اور افسوس یہ ہے کہ جہلا کے طبقہ میں بھی یہ خبر عام طور پر پھیل گئی کہ ہماری ملکہ بہرام کے عشق میں گرفتار ہے ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی کہ بہرام اپنی حرکتوں سے باز آجائے مگر اس کے سر پر کچھ ایسا جن سوار ہے یا وہ سرکار دولتمدار کی عنایتوں پر اس قدر مطمئن ہے کہ مطلق پروا نہیں کرتا۔ اور کسی طرح باز نہیں آتا۔ مجھے صبح سے یہ وقت آ گیا، سوچتے سوچتے اور غور کرتے کرتے ارادہ یہ تھا کہ بڑی ملکہ کے گوش گزار کر دوں اور سرکار عالیہ تک خبر نہ پہنچنے دوں، مگر جانتا ہوں کہ وہ سرکار سے زیادہ نرم دل ہیں، اور رعیت پر ان سے زیادہ

مہربان۔ مجبوراً گوش گذار کرنا پڑا۔ صرف سرکارِ عالی اس کو سمجھا دیں کہ وہ احتیاط کرے اور خیال رکھے کہ اس کی ان لغزشوں سے بدنامی ہوتی ہے۔"

ملکہ کا چہرہ غصّہ سے سُرخ تھا۔ اس کے منہ سے بات نہ نکلتی تھی اور وہ حیرت سے وزیر کا منہ تک رہی تھی کہ دوسرے وزیر کے حاضر ہونے کی اطلاع ملی۔ اجازت دی تو وہ حاضر ہو کر زمین بوس ہوا، اور صرف اس قدر عرض کیا "مجھے تنہائی میں کچھ عرض کرنا ہے۔"

ملکہ اس وزیر کو لیکر علیحدہ کمرہ میں گئی، تو اس نے عرض کیا۔

"سرکارِ عالیہ اس میں کلام نہیں کہ حضور کے رحم کا سکّہ آج تمام دنیا میں چل رہا ہے۔ اور عدل و کرم کے ڈنکے چار دانگ عالم میں بج رہے ہیں۔ رعیّت کو جو اطمینان اور آسائش اس دور میں میسّر ہوا وہ ایک ماڈل کیا تمام دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رعیّت کا ایک شخص اپنی ہستی بھول کر اصلیت فراموش کر دے۔ اور ایسی افواہیں مشہور کرے جس کو سُنکر ہم جیسے نمک پروردہ اور خادم کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ میں نے اس وقت وزیر جنگ کے روبرو عرض کرنا مصلحت نہیں سمجھا۔ مگر تین روز سے سنتے سُنتے کان پک گئے کہ سب طوطا دام اقبالہا اپنے معمولی خادم اور غلام بہرام پر عاشق ہیں۔ آج میں نے یہ خبر ایسی زبانوں سے سُنی کہ اوسان جاتے رہے اور اس کے سوا کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی کہ پہلے حقیقت دریافت کروں میں نے خود بہرام سے اس کے متعلق گفتگو کی۔ اور اگر سرکارِ عالیہ اجازت دیں تو اس کے مُنہ در مُنہ کہدوں کہ نمک حرام بہرام نے مجھ سے یہ الفاظ کہے کہ آپ بچہ ہیں ان معاملا

کو نہیں سمجھ سکتے ایران کی اتنی بڑی لڑائی جس میں سینکڑوں جاں نثار کام آئے میرے ہی عشق کا نتیجہ تھا۔ اس معرکہ کی تہ میں عشق کے سوا کیا تھا۔ میں اپنی طرف سے ہر چند ٹالتا رہا اور ٹال رہا ہوں مگر تریا ہٹ اور راج ہٹ دونوں کے دونوں جمع ہیں۔ میں کس طرح انکار کروں، سرکار عالیہ میں یہ عرض نہیں کرسکتا اس کو سزا دیں یا تنبیہ کیجائے، بلکہ چند روز کے واسطے وہ ماژندران سے علیحدہ بھیجدیا جائے تاکہ رعیّت جو اس بدگمانی میں۔ اس کی نالائقی سے مبتلا ہوگئی ہے معلوم کرلے کہ یہ شہرت لغو ہے"

وزیر جنگ ہی کی گفتگو سے ملکہ کا چہرہ سُرخ ہوگیا تھا۔ اب اس کی حالت یہ تھی کہ وہ سانپ کی طرح سر دھنتی تھی، اور زبان سے ایک بات نہ نکلتی تھی۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے دونوں وزیروں کو رخصت کیا اور اکیلی بیٹھی سوچنے لگی کہ بھرام نمکحرام کو کیا سزا دوں:

سبطورہ اسی خیال میں غرق بیٹھی تھی کہ ماں کمرہ میں داخل ہوئی اور پوچھا "کہو کیا ہے۔ کس معاملہ پر غور کررہی ہو"

"اب سبطورہ کی حالت متغیر ہوگئی۔ اس کے منہ سے کف جاری ہوگئے اس نے ماں کی طرف دیکھا اور کہا۔

"دیکھئے اس نابکار مردود نمکحرام شیطان بھرام کو پاؤں کی جوتی سر پر چڑھی سیر کی ہنڈیا میں سوا سیر پڑا اُبل پڑی، اس کمینہ کی یہ جرأت کہ میرے شاہی احسانات کو محبّت سمجھے اور اس لئے کہ محض اپنے کرم سے اس کو بات کرنے کی اجازت دیتی ہوں۔ مجھکو تمام دنیا میں بدنام کرے اور یہ کہے کہ ملکہ مجھ پر شیدا ہے۔ آپ نے سُنا نہیں۔ سب سے پہلے

وزیرِ جنگ نے مجھ کو اطلاع دی کہ تمام شہر میں یہ آفت مچ رہی ہے بچہ بچہ کی زبان پر عشق کا چرچا موجود ہے۔ اس کے بعد دوسرے وزیر نے آکر کہا اور وہ غریب ایسا خائف تھا کہ وزیرِ جنگ کے سامنے بھی بات نہ کر سکا علیحدہ کمرے میں حاضر ہو کر مفصّل کیفیت بیان کی اس کو کیا خبر کہ وزیرِ جنگ بھی اسی غرض سے حاضر ہوا ہے۔ میں نے جب سے سُنا ہے اوسان جاتے رہے دل کی عجیب کیفیت ہو رہی ہے۔ جی چاہتا ہے فوراً اس کو بلا کر قتل کروں مگر یہ سوچ رہی ہوں کہ اس میں بدنامی کا اندیشہ ہے۔ اس کو غارت کروں۔ جلاوطن کروں۔ سولی دوں کیا کروں"

ما۔ "میں آج کئی کئی دن سے یہ خبریں سُن رہی ہوں، خون کے سے گھونٹ پیکر چپکی ہو جاتی تھی اور کچھ نہ کہتی تھی۔ اس وقت تم کہتی ہو تو زبان سے نکالتی ہوں۔ اس مردود نے میری موجودگی میں داروغہ سے کہا کہ وہ دن گئے جب میں سپہ سالار کا لڑکا تھا۔ اب مجھکو شہر کا بادشاہ اور ملکہ کا محبوب سمجھو۔ میں اتفاق سے ادھر کھڑی تھی۔ سُن کر دنگ رہ گئی"

ملکہ۔ اوہ افسوس غضب، ستم، ظلم..... آپ نے مجھ سے ذکر کیوں نہ کیا نمک حرام بے ایمان"

ما۔ تم نے کیا تجویز سوچی ہے۔ کیا سزا دو گی"

ملکہ۔ "میرے ہوش ٹھکانے نہیں۔ ابھی گردن اڑاتی ہوں"

ما۔ "لیکن اس میں سخت بدنامی ہو گی"

ملکہ۔ "کچھ پرواہ نہیں ہونے دیجئے"

ما۔ "نہیں اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے"

ملکہ۔ "پھر کیا علاج کروں؟"

ما۔ "اس کو شہر بدر کر دو"

ملکہ۔ "آپ یہ حکم دیدیجئے"

ما۔ "تم خود ہی دو"

ملکہ۔ "میں اس کی صورت دیکھنی نہیں چاہتی"

ما۔ "مجھے حکم دینے کا کوئی حق نہیں ہے"

چوبدار نے بہرام کے حاضر ہونے کی اطلاع دی۔ اجازت ملی کہ اندر آئے اس وقت ملکہ کا تمام بدن بید کی طرح تھر تھر کانپ رہا تھا۔ بہرام کی صورت دیکھتے ہی وہ آپے سے باہر ہو گئی۔

"او نمک حرام مردود تیرے ساتھ جو کچھ عنایتیں کیں۔ جو کچھ احسانات کئے ان کا یہی بدلہ تھا کہ تو بدنام کرے۔ تیری اگر بوٹیاں چیلوں کو دی جائیں تو تو اس کا سزاوار ہے۔ تیرا جرم اس قدر سنگین، تیری خطا اتنی بڑی۔ تیرا قصور ایسا زبردست ہے کہ کوئی سزا اس کے واسطے کافی نہیں ہو سکتی۔ تیری بوٹیاں اڑائی جائیں تو بھی کم ہیں۔ میں اسی وقت حکم دیتی کہ تیری گردن اڑائی جائے مگر مصلحت یہی ہے کہ تو فوراً مازندران کی حدود سے باہر نکل کر غارت ہو اور آئندہ اپنی منحوس صورت مجھ کو نہ دکھانا۔ یاد رکھ اگر اس وقت کے بعد تو نے شہر میں قدم رکھا۔ تو ہر متنفس کو حق حاصل ہے کہ تجھ کو قتل کر دے بس جا فوراً غارت ہو، غارت ہو"

بہرام کی نظریں نیچی تھیں۔ اس کے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی کہ یہ گل کھلا اور یہ کچھ ہو گیا جس وقت طلبی کا پیغام پہنچا ہے، وہ باغ باغ تھا۔ اور طرح طرح کی امیدیں اس کو نہال کر رہی تھیں۔ وہ سوچ رہا تھا یقیناً تمام معاملہ طے ہو گیا اور آج شادی ہو گی۔ لیکن قدم دھرتے ہی جو کیفیت

اس نے دیکھی۔ اس کو دیکھکر سنّاٹے میں رہ گیا۔ اس نے آخری کلمہ سُنکر نگاہ بلند کی اور اس چہرہ کو دیکھا جس میں محبّت کے بدلے اس وقت ستم کے دروازے کُھل گئے تھے۔ ان آنکھوں کو دیکھا جن سے عنایت کی شعاعوں کے عوض زہر کی لہریں ٹپک رہی تھیں اور گردن نیچی کر لی۔

ملکہ۔ "بس اب زیادہ ٹھہرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف چار گھنٹہ کی اجازت ہے۔ اس عرصہ میں اپنا انتظام کر اور فی الفور یہاں سے روانہ ہو جا اور ایہنہ یاد رکھیو کہ اگر اس وقت کے بعد مازندران کی حدود میں تیری صورت دیکھی گئی تو موت یقینی ہے"

ہماسوار اب اُلٹے قدموں پیچھے ہٹا۔ اور ملکہ کی آنکھ سے اوجھل ہو گیا۔

(۱۷)

ملکہ کی ماں۔ "دیکھو وزیر جنگ کس قدر اچھی کامیابی ہوئی ہے۔ اس کو کہتے ہیں سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔ بدمعاش عمر بھر کو غارت ہو گیا۔ بڑی خرابی یہ آ کر پڑی تھی کہ شادی کے لئے بالکل رضامند تھی۔ اگر میں سختی کے ساتھ منع نہ کرتی تو اب تک کبھی کا معاملہ طے ہو جاتا"

وزیر۔ "مجھے اس معاملہ میں وزیر ثانی نے بہت کافی مدد دی، اور میں اس کا بہت ممنون ہوں"

ماں۔ "وہ قدیم نمک پروردہ تھا۔ اس کا فرض تھا۔ بلکہ اس کا کیا ارا کین سلطنت میں سے ہر شخص کا فرض تھا کہ ملکہ کو اس مصیبت سے بچاتا"

وزیر۔ "مگر مجھے ایک شبہ ہو رہا ہے۔ اور میں اس کی وجہ سے سخت حیران ہوں۔ ایک غلطی ہو گئی"

ماں۔ "وہ کیا؟"

وزیر:۔ میں نے سنا ہے کہ وہ جا کر فیلوس سے ملا اور ایران ایک زبردست فوج حملہ کے واسطے تیار کر رہا ہے۔"

ما:۔ "یقیناً یہ غلطی ہوئی"۔

وزیر:۔ "پہلی غلطی فیلوس کا زندہ چھوڑنا تھا اور دوسری بہرام کا"۔

ما:۔ "بیشک صحیح ہے"۔

وزیر:۔ "اب خرابی یہ ہے کہ کوئی علاج ہو نہیں سکتا"۔

ما:۔ "مگر تمہاری فوج بھی تو بالکل تیار ہے اور تم نے کیا سُنا ہے"۔

وزیر:۔ "میں نہایت وحشت انگیز خبریں سن رہا ہوں۔ آج کی خبر یہ ہے فیلوس نے تمام گرد و پیش اور قرب و جوار کے امراء کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ جب تک ماژندران کو تباہ و برباد نہ کر دو اس وقت تک کسی کو اپنا منہ نہ دکھاؤ۔ مخبر کا بیان ہے کہ ایک لاکھ کے قریب فوج تیار ہو گئی اور سب نے تلوار کے دستوں پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی ہے کہ اگر ماژندران میں فاتحانہ حیثیت سے داخل نہ ہوئے تو اس وقت تک کھانا اور پینا سب حرام ہے"۔

ما:۔ "تم نے اس کی اطلاع ملکہ کو دی؟"۔

وزیر:۔ "میں نے ابھی سُنا ہے"۔

ما:۔ "پھر تمہاری کیا رائے ہے؟"۔

وزیر:۔ "فوج بالکل آمادہ اور تیار ہے۔ مگر مجموعی تعداد ہماری فوج کی پچاس ہزار ہو گی۔ اس کا دگنی فوج سے مقابلہ میں کامیاب ہونا آسانی سے ممکن ہے ایسی حالت میں میں خود جب سے یہ خبر سنی ہے پریشان ہوں۔ اس کے ساتھ مخبر کا بیان ہے کہ بہرام آجکل ایران میں ہے

اور وہ فیلوس کا اس قدر دوست ہوا ہے کہ دن رات اس کے ساتھ ہے۔ سر کار عالیہ یہ تو ظاہر ہے کہ عداوت کی آگ فیلوس کے دل میں مدتوں سے بھڑک رہی ہے۔ گو وہ زندہ چھوڑ دیا گیا۔ لیکن ایسا شریر النفس انسان نچلا بیٹھنے والا نہیں۔ اس نے اپنی طرف سے اندر ہی اندر نہ معلوم کیا کیا تیاریاں کی ہونگی۔ اب بہرام کی سازش وہی کہاوت ہو گئی کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔"

ما۔ "یہ حقیقت ہے کہ دونوں غلطیاں ایک سے ایک بڑھی ہوئی ہیں اور اب ان کا کوئی علاج نہیں"

وزیر۔ "میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ گو میں نے اس خبر کو دبایا ہے۔ مگر جہاں جہاں یہ خبر پہنچ گئی ہے۔ وہاں لوگوں میں کچھ مایوسی سی چھا گئی ہے۔"

ما۔ "یہ تو بہت ہی افسوس کی بات ہے"

وزیر۔ "بیشک"

ما۔ "پھر تم کو اس کا کوئی علاج کرنا چاہئے۔ رعیّت کو یقین دلاؤ کہ حکومت ہر طرح مقابلہ کو تیار ہے اور فتح یقیناً ہماری ہو گی"

(۱۸)

ایک بے گناہ انسان، ایک بے قصور غلام ظالموں کے ستم کا شکار ہوا۔ اسے دریا کی لہروں، اسے چشمہ کی مچھلیوں تم گواہ رہنا کہ بہرام دیارِ محبّت میں آج جبتک اس وقت تک اس گھڑی تک کسی خطا اور کسی لغزش کا مرتکب نہیں ہوا۔ وہ اپنے دل سے اپنی طبیعت سے اپنی عنایت سے مجھ ناچیز کی اسی طرح محسنہ ہے جس طرح ہمیشہ تھی، اس نے مجھ کو جس کی کوئی ہستی نہ تھی، جس کی کوئی حیثیت کوئی وقعت نہ تھی۔

سرفراز کیا۔ آسمان پر چڑھایا قدردانی کی کس طرح کہوں وہ ظالم ہے نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اس کے احسان وسیع، اس کے کرم بڑے، اس کے سلوک بہت"

چشمۂ شیریں پر رات کے گیارہ بجے پھرا مر بیٹھا ہوا اپنے دل سے یہ باتیں کر رہا تھا۔ ہوا کے ٹھنڈے جھونکے اس کے دل و دماغ کو جنگل کی بھینی بھینی خوشبو سے معطر کر رہے تھے۔ چاند اس کے سر پر تھا اور دریا کی لہریں اس کی آنکھوں کے سامنے چاند سے اٹکھیلیاں کر رہی تھیں۔ وہ چند لمحے کو خاموش ہوا اور آسمان کی طرف دیکھکر کہنے لگا"

"تو اس سے زیادہ حسین نہیں اس کا چہرہ تجھ سے زیادہ روشن۔ اس کا دل تجھ سے بڑھکر صاف وہ خود تجھ سے بہت زیادہ پیاری، میری آنکھیں اس کی نازک صورت سے اور اس کی موہنی مورت سے روشن ہیں۔ وہ مجھ سے دور نہیں میرے دل میں ہے۔ مجھ سے علیحدہ نہیں۔ میرے پاس ہے۔ ہٹ جاؤ دور ہو غارت ہو جاؤ .. ..

"آ آ اے چمکتے ہوئے چاند میری گود میں آ تجھ میں اس کا پرتو ہے، تو اس کی یادگار ہے تجھ میں اس کی شان ہے میں تجھ سے اس کا پتہ لگاؤنگا وہ مجھ سے چھوٹ گئی جدا ہو گئی۔ ڈھونڈھ پھرا۔ چھان پھرا۔ آ آ چاند آجا"

"میرے ننھے ننھے تارو! قہقہے نہ لگاؤ میں دیوانہ نہیں ہوں۔ تم گواہ رہو کہ میں بے قصور رہوں، مجھے بھوک نہیں ہے پیاس سے ناآشنا ہوں، نیند اُڑ گئی، نکان جاتی رہی، میں اسی صورت کا، اسی نام کا دیوانہ ہوں، شیدا ہوں، اے تارو رحم، اے چاند کرم، اے ہوا کے جھوں کو ظالم نہ بنو، تم میں ٹھنڈک ہے، میرے دل کی کلی کھلادو، اور وہ

صورت دکھا دو جو مجھ سے بگڑ گئی۔ جو مجھ سے خفا ہو گئی۔ جو مجھ سے چھوٹ گئی۔"

"جنگل خاموش ہے پرندے آرام میں ہیں۔ درخت سو رہے ہیں۔ اے ہوا ان کو ہوشیار کر، ان سے کہہ کہ ایک پردیسی مہمان۔ ایک مظلوم مسافر تمہارے گھر میں موجود ہے اس کو مدد دو۔ اس کو منزل مقصود تک پہنچا دو۔"

"ہٹ جاؤ دور ہو جا۔ غارت ہو جا، صورت نہ دکھا۔"

"کیسے الفاظ تھے۔ ہائے اس منہ سے جو مجھ پر مہربان تھا۔ ایسی کٹر ایسی سنگ دل۔ اس قدر ظالم نہیں نہیں ہرگز نہیں ۔۔ ۔۔ ۔۔

"محسنہ جس کے کرم سے گردن جھکی ہوئی، دبی ہوئی۔ محبوبہ جس کے حسن سے دنیا روشن اور منور، حسینہ جس کے نام کا بلبل اپنے راگ میں۔ ہوا اپنے ہر جھونکے میں کلمہ پڑھتی ہے۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔
کوئی نہیں، جو اس وقت میرے کام آئے۔ کوئی نہیں جو آج مجھکو مدد دے۔

"چاند چلا جا رہا ہے تارے چمکے جا رہے ہیں پانی بہے جا رہا ہے۔ اچھا جاؤ چمکو۔ میرے دل پر رحم نہ کرو۔ میری خبر نہ لو ۔۔ ۔۔ ۔۔

"اے ہوا تو، اے پانی تو، اے چاند تو۔ اے کائنات کے ہر ذرہ، اے دنیا کی ہر ہستی، میری مدد کو آ، میں تکلیف نہیں دیتا۔ میں مجبور نہیں کرتا، ایک عرض، ایک درخواست، ایک گذارش، ایک سوال، ارے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔۔ ۔۔ وہ صورت دکھا دو، روٹھی ہوئی صورت منا دو، بچھڑی ہوئی ملکہ ملا دو"

(۳۰)

ملکہ کی ماں شاہزادہ ہرمز والئی سیستان ہر اعتبار سے اس قابل ہے کہ اس کا پیغام منظور کیا جائے، وہ وجاہت کے لحاظ سے بھی ایک

آزاد حکومت کا مالک ہے۔ تمول کے اعتبار سے بھی کسی سلطنت سے کم نہیں۔ صورتِ شکل غرض کسی طرح کسی سے ہیٹا نہیں۔ ہیں کوئی وجہ نہیں دیکھتی کہ ہرمز کی درخواست نامنظور کروں۔"

ملکہ۔ مجھے آپ کی رائے سے اتفاق ہو یا نہ ہو مگر آپ کے ارشاد کی تعمیل سے عذر نہیں۔ لیکن ضرورت یہ ہے کہ لڑکی کا مرحلہ طے ہو جائے کہ اگر یہ خبریں درست ہیں کہ فیلوس جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے تو ہمکو غافل نہ ہونا چاہئے اور خود بھی لڑائی کے واسطے تیار رہیں۔ اور اگر غلط ہے تو اطمینان ہو جائے اس کے بعد جو کچھ کرنا ہو کریں۔"

ما:۔ اگر یہ صحیح ہے کہ فیلوس جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے تو ہمکو اس وقت گھر بیٹھے اس کی طرف سے ایک مدد مفت حاصل ہوتی ہے۔ ہرمز کی تمام فوج ہمارا ساتھ دے گی۔ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔"

ملکہ:۔ یہ خیال تو آپ کا معقول ہے مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ جب اس کی ملکہ موجود ہے تو اس کو شادی کی ضرورت کیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہیں اس میں فریب نہ ہو آپ کو ایران اور سیستان کے تعلقات کا حال اچھی طرح معلوم ہے اور یہ بھی علم ہے کہ فیلوس اور ہرمز کیسے عزیز دوست ہیں۔"

ما۔ یہ سب مجھے معلوم ہے اور تمہارا اندیشہ بھی درست ہے مگر ہرمز کی یہ عاجزی ثابت کر رہی ہے کہ وہ بے لوث ہے اور اس میں کوئی مکر و فریب نہیں۔"

ملکہ:۔ آپ غور فرمایئے، ایسا نہ ہو پھر پچھتانا پڑے۔"

ماں بیٹوں کی گفتگو دیر تک اسی بحث پر رہی کہ وزیر جنگ حاضری

کا طلبگار رہوا. ملکہ کی ماں نے اس کے سامنے ہی یہ سلسلہ شروع کیا. وزیر نے کچھ دیر تامل کے بعد کہا: "کچھ شک نہیں ملکہ عالم کی رائے دوراندیشی پر مبنی ہے سیستان اور ایران کے تعلقات آج سے کیا صدیوں سے برادرانہ ہیں۔ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ سیستان اس موقع پر ایران کے احسانات فراموش کر دے۔ مجھے آجکل کا تو حال معلوم نہیں۔ مگر جہاں تک مجھے یاد ہے پچھلے معرکہ میں ہر قسم کی مدد ایران کو دینے پر آمادہ تھا"

ملکہ کی ماں "لیکن اس تعلق سے ہم کو یہ فائدہ نہیں پہنچ سکتا کہ سیستان کی مدد بجائے ایران کے ہماری طرف آجائے۔

وزیر۔ "یہ بھی ممکن ہے اور میں یہ سمجھنے کے واسطے تیار نہیں ہوں، کہ اس شادی کے پیام میں کسی قسم کا فریب ہے میں یہ دیکھ بھی رہا ہوں اور سُن بھی کہ شہزادہ ہرمز مخلص آدمی ہے اور اس کی التجا مخلصانہ ہے"

ماں۔ "میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ کہ ہم شادی کردیں اور یقین کرلیں۔ کہ سیستان کی مدد ہمارے ساتھ ہے"

وزیر۔ "میں اس وقت تک شادی کے موافق نہیں، جب تک اس لڑائی کا فیصلہ نہ ہو جائے"

ملکہ "میں بھی اس رائے سے اتفاق کرتی ہوں"

ماں "اگر یہی رائے مناسب ہے تو خاموش ہو جاؤ۔ لیکن بہتر ہوگا کہ ہرمز کو اس کی اطلاع دیدو"

ملکہ۔ "ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں"

ماں۔ "مگر مجھے ایک اور کھٹکا پیدا ہوا۔ اس انکار سے بیٹھے بٹھائے ہم ایک اور دشمن نہ پیدا کرلیں"

ملکہ: "اس کا تو کوئی علاج ہی نہیں!"
وزیر: "بات معقول ہے۔"
ما: "معاملہ پر ہر طرح غور کر لینا چاہئے۔"
"یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ سیستان کا قاصد حاضر ہوا اور عرض کیا:"
"بادشاہ ہرمز والیٔ سیستان جس وقت سے تشریف لے گئے ہیں اس وقت تک ایک عجیب کیفیت اُن پر طاری ہے۔ کھانا ہے نہ پانی اور بھوک ہے نہ پیاس۔ ہر وقت ملکہ عالم کی تصویر اُن کے روبرو رہتی ہے ہر چیز چھوٹ گئی اور ہر خیال فراموش ہو گیا۔ اس وقت سرکار عالیہ مراحم خسروانہ سے کام لیں اور بادشاہ کے حال پر رحم فرما کر ان کو غلامی میں قبول کریں۔ سیستان اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھے گا۔ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ایران اپنی شیطنت سے باز آنے والا نہیں۔ اور دولت ماژندران کی تباہی کی فکر میں دن رات لگا ہوا ہے۔ لیکن سرکار عالیہ کو یقین رکھنا چاہئے کہ سیستان کے جب تک دم میں دم ہے بغیر ماژندران کی مدد کے ایران کا سر کچلنے کو موجود ہے۔
"دولت سیستان کی دلی تمنا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس کام کو انجام دیجئے اور شادی کے انتظام کے احکام صادر فرما دیئے جائیں۔"
ملکہ کی ماں: "ہم کو تمام کیفیت اچھی طرح معلوم ہے اور ہم سیستان کی اس ہمدردی کے دل سے ممنون ہیں۔ ہمارا دلی شکریہ اپنے بادشاہ تک پہنچاؤ اور کہدو کہ ہم اپنے ضروری کام انجام دے رہے ہیں۔ اور بہت جلد تاریخ معین کر کے آپ کو اطلاع دیں گے۔"
وزیر جنگ: "ہم کو یہ بھی عرض کرنا ہے کہ اس وقت کے جو تعلقات سیستان

اور ایران کے رہے وہ ہمیشہ دوستانہ تھے۔ اس وقت ان تعلقات کا جو نتیجہ ہوگا۔ وہ ظاہر ہے۔ کیا سرکار عالی بادشاہ سیستان اس کے واسطے تیار ہیں؟"

قاصد: "مجھکو حکم ہے اور اجازت مل گئی ہے کہ میں اس سوال کا جواب اپنی سلطنت کی طرف سے بغیر دریافت کئے دیدوں، اور بتا دوں کہ سیستان کے تعلقات اس سلسلہ میں ایران سے خراب ہونگے۔ ایران نے ابھی ہم سے مدد مانگی تھی اور کہلا بھیجا تھا کہ حملہ جلد ہونیوالا ہے۔ فوج کا ایک دستہ اس موقع پر ملنا چاہیے۔ لیکن بادشاہ سلامت نے انکار قطعی کردیا۔ اور کہلا بھیجا کہ سیستان کو جنگ سے کوئی تعلق نہیں مگر ایسی حالت میں کہ تعلق پیدا ہوگا سیستان اور ماثرندران کی عزت ایک ہے۔ سیستان ہر وقت ماثرندران کے واسطے ہر قربانی کو تیار رہے۔"

وزیر جنگ: "ہماری طرف سے بادشاہ سلامت کا شکریہ ادا کرنا اور یقین دلا دینا کہ بہت جلد ہم اس پیام کا جواب روانہ کرینگے۔"

(۳۰)

"میں ہر چند غور کرتی ہوں۔ مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ ایک غصہ کی حالت تھی جس میں ایسا حکم دے بیٹھی۔ جو صریح ظلم تھا۔ یہ واقعہ ہے کہ میری ماکو بہرام سے دشمنی تھی۔ ان کو اندیشہ تھا کہ میں اس سے شادی کرنے والی ہوں۔ ان کو یقین تھا کہ وہ میرا شوہر ہوگا۔ تعجب نہیں انھوں نے وزیر جنگ سے سازش اور دوسرے وزیر کو بھی شریک کر یہ افترا پیدا کیا اور مجھکو بدظن کیا اور اس مظلوم کو ایسی سنگین سزا دلوا دی۔"

ہاں ہاں ہاں .. ..

مجھے اقرار ہے کہ بہرام معمولی حیثیت کا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ وہ

معمولی سپہ سالار کا لڑکا ہے۔ لیکن اس کا جواب کچھ نہیں کہ اس سے زیادہ محبت
کی کرنے والا انسان مجھ کو میسر نہیں آ سکتا۔ نیلوس ہو یا ھرمز دونوں کے دونو
دولت اور حکومت میں مست ہیں میں اُن سے مطلقاً خوش نہیں رہ سکتی
ان کی محبت جھوٹی۔ ان کے دعوے فرضی۔ ان کی ہمدردی غلط۔ صرف مطلب
کے آشنا اور غرض کے بندے"

"میں نے وہ کیا جو آج تک کسی نے میدان محبت میں نہ کیا ہوگا۔ گو
میں نے زبان سے کبھی نہیں کہا کہ میں کاسوامر سے محبت کرتی ہوں۔ مگر
میرا قول میرا فعل میرا طرز میرا طریقہ بتا رہا تھا کہ میں مہسوامر سے محبت کرتی
ہوں۔ اس یقین نے اس کو پریشان کیا۔ متحیر کیا۔ اس میں کلام نہیں وہ
سچی محبت کرنے والا ہے"

"تعجب نہیں مر گیا ہو۔ یہ صدمہ کچھ کم نہ تھا۔ اوہ اوہ اوہ۔۔۔"
میں نے وہ کیا جو کسی نے نہ کیا۔ ایک بے گناہ کا خون میرے سر ہے
جس کی کوئی تلافی نہیں ہو سکتی جو کچھ بھی ہو یہ تو نہ ہوگا کہ میں اب کسی دوسرے
شخص سے شادی کر لوں یہ صحیح کہ ماں کا اصرار ہر چیز پر مقدم ہے اور اُنکی
رضامندی میرے واسطے مایۂ ناز۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ میں
اپنے تمام تعلقات ختم کروں اور مہسوامر جیسے مخلص انسان کی تمام توقعات
ضائع کر دوسرے شخص سے شادی کر لوں۔ نہیں نہیں قطعی نہیں"

میں دور نکل آئی۔ کہاں دیکھوں۔ کہاں ڈھونڈھوں۔ شاید پہاڑوں
میں موجود ہو ممکن ہے ان درختوں کی آڑ میں چھپا بیٹھا ہو مگر یہاں کہاں مر گیا
چلا گیا۔ ہائے کیسا ظلم وستم میں نے کیا۔ غارت ہو جا نکل جا فوراً نکل جا۔۔۔۔۔۔
رات کا وقت ہے ہوا سرد ہے، چاند چمک رہا ہے۔ تارے نکل رہے ہیں

قدرت کی ہر مخلوق اپنا اپنا کام کر رہی ہے۔ مگر میں ہی ہوں وہ بدنصیب وہ نامراد جو اپنے فرائض سے غافل اپنے کام سے بیخبر اور اپنے معاہدہ سے لاپروا۔

میں نے اس سے وعدہ کیا مگر پورا نہ کر سکی۔ وہ کیا سمجھ رہا ہوگا سبطورہ جھوٹی ہے، ظالم ہے، مکار ہے۔ افسوس افسوس ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

کوئی وجہ نہیں کوئی سبب نہیں کہ صبح ہی انتظام نہ کروں اور اس کی تلاش نہ کراؤں رعیت بدنام کریگی بلا سے، ابا ناخوش ہوں گی ہوں، وزیر بُرا کہے گا۔ کہے۔ کیا منحوس آدمی کا خیال آیا۔ اسی کی شرارت نے اسی کی شیطنت نے یہ دن دکھایا۔

"مطعون کرے گا کرے۔ میں خود اس کو علیحدہ کرنا چاہتی ہوں۔ اس نے مجھکو دغا دی۔ بیشک دی۔ ناہنجار ۔۔ ۔۔۔۔ ۔۔ ظالم ۔۔ ۔۔ جفاشعار۔ مگر یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ اس کا پتہ کوئی نہ لگائیگا سب خاموش ہو جائیں گے اور زیادہ بدنام کرینگے۔ لڑائی سر پہ آگئی، وہ ہوتا تو سوچتا یہ سب بے ایمان خود غرض ہیں۔

(۲۱)

فیلوس: "ہر مز تم نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا جو میرا بھائی بھی نہ کرتا۔ آج مجھے معلوم ہوگیا کہ دنیا میں دوست کس قدر کام آنیوالی چیز ہے"

ہرمز: "میں اپنی تمام سلطنت آپ کے نام پہ سے قربان کر دینے والا اسبطورہ کا میری محبت کے جال میں پھنس گئی۔ میں اس کو آپ کی خدمت میں بصد ادب پیش کروں گا اور کسی معاوضہ کا متمنی نہیں"

فیلوس: میں تو زبان سے کہہ چکا ہوں، اس سے ہرگز نہ پھروں گا تمہاری

چچا زاد بہن جو اس وقت قید میں ہے۔ قطعاً آزاد ہوگی، اور اس کی تمام ریاست جو سلطنت ایران نے ضبط کر لی فوراً واگذاشت ہوگی"۔
ہرمز۔ "میں جو کچھ کہہ رہا ہوں ہرگز کسی توقع پر نہیں، بلکہ محض انسانیت کا فرض ادا کر رہا ہوں ماژندران نے انسانیت ہاتھ سے کھو دی، اور ایسے رکیک فعل کیئے جو کوئی معقول سلطنت نہیں کر سکتی"۔
فیلوس۔ "آپ دیکھتے ہیں۔ ایک معمولی انسان ایک کمینہ غلام شہزادی کا محبوب ہوا اور اس کی یہ جرأت و ہمت کہ ہمارے ساتھ گھوڑ دوڑ میں شریک کیا جائے اس سے زیادہ کیا کوئی کسی کو ذلیل کر سکتا ہے"۔
ہرمز۔ "جب وہ اس پر فدا ہے تو جو کچھ بھی کرتی درست تھا معلوم ہو چکا ہے اور میں پتہ لگا چکا ہوں کہ وہ دن رات اس کا کلمہ پڑھ رہی ہے یہ صرف اس کی ماں کی زبردستی ہے کہ مجھ سے شادی کرنے پر آمادہ ہوگئی ہے"۔
فیلوس۔ "مگر تم کو یہ یقین کامل ہے کہ شادی ہوگی"۔
ہرمز۔ "واہ یقین کیسا عین الیقین تمام مراحل طے ہو گئے۔ اور اب کچھ نہیں۔
فیلوس۔ "تم اس ہفتہ میں معاملہ طے کر لو۔ کیونکہ اگلے ہفتہ میں تو میں حملہ کی تیاری کر چکا ہوں"۔
ہرمز۔ "ہاں اسی ہفتہ میں لیجیئے"۔
"تم کہلا بھیجو کہ شادی اسی ہفتہ میں ہوگی۔ ایک دن آگے نہ بڑھانا"۔

(۲۲)

وزیر۔ "محبت کے اندازہ کا موقعہ اس سے بہتر اور نہیں ہو سکتا۔ آپ تجربہ کار ہیں۔ معاملہ پر غور کیجیئے۔ دشمن کی تلوار سر پر چمک رہی ہے۔ عقل ٹھکانے نہیں یہ وقت ہرگز ہرگز شادی کا نہیں۔ اگر ہرمز اپنے دعوے

میں سچا۔ اپنے قول کا صحیح اور اپنی زبان کا پابند ہے۔ تو وہ اس موقع پر ہماری مدد کرے، اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ لڑائی سے فارغ ہوتے ہی شادی کرونگی"
ما۔" وزیر جنگ تم بعض بات بہت کمزور منہ سے نکال بیٹھتے ہو۔ تم کو سمجھنا چاہیئے کہ فیلوس کی عظیم الشان فوج کا مقابلہ تمہاری معمولی جمعیت ہرگز اچھی طرح نہیں کر سکتی، ضرورت ہے کہ اس وقت کسی دوست کو اپنے حال کا شریک کرو، اور دھن سے زیادہ رفیق تمہارا اس وقت کون ہو سکتا ہے اگر تم چوک گئے تو پچھتاؤ گے"
وزیر۔" یہ صحیح ہے مگر آپ غور تو کیجئے یہ وقت ہماری جنگ کا ہے یا شادی رچانے کا"
ما۔" یہ شادی درحقیقت شادی نہیں جنگ کی تیاری ہے تم اس معاملہ میں سبطودہ سے دریافت کرو۔ وہ کیا رائے دیتی ہیں"
وزیر۔" میں نے اس کی رائے معلوم کر لی۔ اور ان کو میرے خیال سے اتفاق ہے"
ما۔" اگر اس کو تمہارے خیال سے اتفاق ہے تو وہ پچھتائے گی۔ اور تم بھی دیکھو گے کہ نتیجہ کیا ہوتا ہے"
وزیر" آپ ایسی باتیں نہ کیجئے جو رہی سہی ہمت توڑ دیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ آپ ہمارا دل بڑھایئے، اور ہمکو فتح کا یقین دلایئے"
ما۔" فتح تو جیسی ہوگی وہ ظاہر ہے۔ دو سلطنتوں کی فوج اور سلطنتیں بھی ہم سے بڑھی چڑھی۔ بھلا ہم کیا خاک مقابلہ کرینگے۔ کیا پدّی اور کیا پدّی کا شوربہ"
وزیر" اگر آپ کو ابھی سے یہ یقین ہے تو پھر لڑائی فضول ہے۔
ما۔" میری رائے میں فضول تو نہیں مگر فتح کی امید بہت کم ہے۔ ظاہر امید

نہیں کہ تم کامیاب ہو سکو۔"

وزیر:"کامیاب نہ ہوں گے تو اپنی حکومت پر قربان تو ہو جائیں گے۔"

ما:"تو ملکہ بھی آ گئیں ان سے بھی صلاح لو۔"

ملکہ:"کیا معاملہ ہے۔ کس قسم کی صلاح، غالباً آپ کا اصرار یہ ہوگا کہ کسی طرح لڑائی سے پہلے شادی ہو جائے تاکہ سیستان کی مدد ہمارے ساتھ ہو۔ لیکن یہ توقع غلط ہے۔ میں ہرگز اس کو پسند نہیں کرتی۔ یہ وقت غور اور تیاری کا ہے نہ کہ رنگ رلیوں اور شادیوں کا۔"

ما:"اسی پر وزیر جنگ سے بحث ہو رہی تھی۔ اور اگر شادی کرنا قرین مصلحت نہیں ہے تو میری رائے میں یہ بہتر ہوگا کہ ملک فیلوس کے سپرد کر دو۔"

ملکہ:"نہ معلوم آپ کو کیا ہو گیا ہے۔"

ما:"میں جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ نہایت معقول، اور مدلل بات ہے۔ اب اس کا نتیجہ تم خود دیکھ لو گی۔"

ملکہ:"آپ کا منشا یہی ہے کہ کسی طرح شادی کر لینی چاہیئے۔"

ما:"ہاں میری رائے تو یہی ہے۔"

ملکہ:"کیا تمام ماژندران میں ایک شخص بھی ایسا ہے جو آپ کی رائے سے متفق ہو۔"

ما:"ابھی مشورہ ہی کس سے لیا ہے۔"

ملکہ:"یہ وزیر جنگ موجود ہیں۔"

وزیر:"میں تو پہلے ہی عرض کر چکا اور عرض کر رہا ہوں کہ ہرگز ہرگز یہ وقت شادی کا نہیں ہے۔"

ملکہ:"لیجئے۔"

ما ۔" ایک آپ کی رائے پر کیا انحصار ہے آخر دوسرے وزیر بھی تو ہیں،
اُن سے مشورہ کرنا ضروری ہے"۔
ملکہ:" میں نے سب سے مشورہ کر لیا، اور کوئی آپ کی رائے سے متفق نہیں"

(۲۳)

فیلوس:"تمکو معلوم نہیں یہ دونوں ماہیٹیاں اول درجہ کی حرّافہ ہیں۔
ان کے داؤں سے بچنا آسان نہیں سیبطورہ عجیب مکّار عورت ہے۔
تم کو یقین دلایا کہ شادی یقینی ہوگی اور اب موقع پر صاف جواب دیدیا"
ہرمز۔" مبرا کیا کیا؛ اپنا کچھ کھویا، آپ خاطر جمع رکھئے آپ کی فوج کو ہتھیا
نکالنے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ میں خود ہی ماژندران کا قلع قمع کردونگا"
فیلوس:" مجھ کو تمہاری ہمت اور صداقت سے یہی اُمید ہے، لیکن
یہ یاد رکھو کہ ماژندرانی نہایت بدمعاش اور بے ایمان قوم ہے وہ لوگ
ہر طرح سے اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں؛ اور نکالتے ہیں"
ہرمز۔" اس کی تم مطلق پروا نہ کرو۔ اور نتیجہ دیکھو گے کہ کیا ہوتا ہے
میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ آخری پیام اور بھیج دوں، تاکہ اتمام
حجت ہو جائے"
فیلوس:" میں تو اس کو ضروری نہیں سمجھتا"
ہرمز۔" نہیں مصلحت یہی ہے"
فیلوس:" مجھے تو اس پر ہنسی آتی ہے کہ ایک معمولی سی فتح نے جو فتح نہ
تھی بلکہ محض اتفاق تھا۔ ایسے چاند لگا دیئے کہ ہم سے خراج لینا چاہا"
ہرمز:" تو کیا آپ اب تک خراج دے رہے ہیں؟"
فیلوس:" جی نہیں، صرف ایک قسط میں نے دی تھی اس کے بعد

قطعی انکار کر دیا۔"

ہرمز۔" خوب کیا ھرگز نہ دینا چاہئے۔"

فیلوس۔" اب تو میں ان مردودوں کو کیا خاک دیتا۔"

ہرمز۔" بس اب تم اجازت دو کہ میں ایک آخری قاصد اور بھیج دوں۔"

فیلوس۔" میں پرسوں یہاں سے روانہ ہو جانا چاہتا ہوں۔ تم اور دن بڑھاتے ہو۔"

ہرمز۔" نہیں ایک درخواست میری منظور کر لیجیے۔"

(۲۴)

صبح کے نو بجے ہوں گے۔ ملکہ سبطورہ گم سُم ایوان خاص میں بیٹھی تھی کہ وزیر جنگ نے قاصد سیستان کے حاضر ہونے کی اطلاع دی، اجازت ہوئی تو قاصد نے سلام کے بعد کہا۔

"والئ سیستان بادشاہ ہرمز نے فرمایا ہے کہ اس وقت تک جس تدبیر سے آپ نے کام لیا، وہ ہمارے علم میں ہے، آپ نے قطعی وعدہ کیا تھا کہ شادی جلد ہو جائے گی، مگر اس وقت تک آپ کی طرف سے فریب و مکر کے سوا کوئی دوسری صورت نظر نہ آئی، ہمارا ہرگز ارادہ نہ تھا کہ ماژندران کو برباد کریں۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ ماژندران کی تباہی مقدر ہے اور کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔ آپ کو سیستان کی طاقت کا علم نہیں، سیستانی وہ پتھر کا دل گردہ رکھنے والے لوگ ہیں، کہ آپ کی ہمت و جرأت میدان جنگ میں ان کے قدم ڈگمگا نہیں سکتی۔ ہم نے جہاں تک ہمارے امکان میں تھا۔ اتمام حجت کی اب ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں، اور یہ آخری اطلاع دیتے ہیں کہ چوبیس

گھنٹے کے اندر شادی کا اہتمام ریاست ماژندران میں شروع نہ ہوا، تو فوراً ہی حملہ ہو جائے گا، اور نتیجہ کی تمام ذمہ داری ماژندران پر ہو گی۔"

ملکہ قاصد کے پیام پر کھسیانی ہنسی ہنسی اور کہا۔

"ہماری طرف سے اپنے بادشاہ سلامت کو سلام کہنا اور کہدینا کہ یہی وہ منہ تھا، جس سے محبت کے دعوے اور آئندہ کے اقرار کئے تھے، اگر محبت کا منشا یہ ہی اور عشق کا تقاضا ایسی ہوتا ہے تو بیشک تم سمجھے ہو۔"

"شادی منہ کا نوالا نہیں ہم اس وقت تک تم کو انتظار کی کسوٹی پر پرکھ رہے تھے۔ اب اگر تمہارا مقصد جنگ ہے تو خاطر جمع رکھو ماژندرانی وہ بلا کے لوگ اور آفت کے پتلے ہیں، جو ایرانی سپاہ کو تمہاری آنکھوں کے سامنے خاک میں ملا چکے ہیں وہ میدان جنگ میں بھی تمہاری ہڈیاں چبا جائیں گے۔

(۲۵)

"سنتا ہوں کہ ایرانی اور سیستانی دونوں فوجیں ماژندران پر حملہ آور ہیں، افسوس مکار محسن کش فیلوس ایسی محسنہ کے کرم کا یہ معاوضہ دے رہا ہے، میں نے اس وقت اتنا کہا کہ ملکہ عالم یہ دغا کریگا، اس سے وفا کی اُمید اور انسانیت کی توقع نہ رکھئے مگر نرم دل تھی، رحم آگیا، اور زندہ چھوڑ دیا، اب اس کمینہ نے یہ نتیجہ دکھایا، میں عجیب کشمکش میں ہوں، جان کی پرواہ نہیں۔ اگر ماژندران میں داخل ہو جاؤں تو قتل ہو جاؤں گا۔ آنکھوں سُکھ کلیجے ٹھنڈک، صرف اس امر کا خیال ہے کہ نافرمانی نہ ہو جائے اور دامن محبت پر داغ نہ لگے۔ لیکن یہ

وہ وقت نہیں ہے کہ ملکہ مصیبت میں ہو اور مدد نہ کروں، میرے پاس ہتھیار نہیں، سوداہتوں کی صورت ہے دنیا مجھکو دیکھکر دیوانہ کہے گی، جو کچھ بھی ہو خبر جاؤں گا اور اس بیکار جسم سے جو مدد ممکن ہوگی وہ کروں گا۔ شاید اسی بہانہ سے، شاید اسی لڑائی میں وہ پیاری صورت نظر آجائے۔"

"ایک جنگل بیابان میں بھرا مر درخت کے پاس کھڑا آپ ہی آپ یہ کہہ رہا ہے اس کے سامنے ایک دریا لہریں لیتا ہے وہیں پانی پیتا ہے، اور جب بھوک بہت پریشان کرتی ہے تو درخت کے پھل توڑ کر کھا لیتا ہے جنگل کی گھاس اس کا بچھونا ہے اور جنگل ہی اس کا مسکن یہ کہتے کہتے وہ آگے بڑھا، اور کہنے لگا "شرم شرم"

.. ..

مازندران پر مصیبت آئے ملکہ شریک جنگ ہو اور میں زندہ رہ کر تماشہ دیکھوں لعنت لعنت ......" اور آگے بڑھا اور کچھ سوچا، کچھ ہرج نہیں گھوڑا وہیں سے لونگا، ہتھیار وہیں ہونگے، کسی ایرانی کو کسی سیستانی کو قتل کروں گا، اور اس کا سامان کام میں لاؤنگا، اگر قتل ہو جاؤں گا تو یہ موت ابدی زندگی ہوگی، یہ وقت ہے کہ میں محبت کے جوہر دکھاؤں۔ اور آج علی الاعلان ملکہ پر قربان ہو جاؤں۔"

(۳۶)

ایرانی فوج صبح کے وقت مازندرانی حملہ کے واسطے روانہ ہوئی، دو پڑاؤ آگے چل کر سیستانی فوج اس کی مدد کے واسطے موجود تھی، یہ ایک لاکھ کے قریب لشکر مازندران کی تباہی کو چلا، فیلوس اور ھرمز دونوں بادشاہ فوج کے ساتھ ہیں۔ مازندرانی اس حملہ سے اچھی طرح باخبر تھے۔ جہاں تک امکان میں تھا تیاریاں کیں اور ساٹھ ہزار کا لشکر فراہم کر ملکہ سیطورہ مقابلہ کو نکلی

ایرانی اور سیستانی آندھی کی طرح آرہے تھے فیلوس کا جوش لمحہ بلمحہ بڑھ رہا تھا وہ ملکہ کا نام آتے ہی دانت پیستا تھا اور کہتا تھا جب تک ملکہ کو اپنے سامنے ذلیل نہ کرونگا چین سے نہ بیٹھوں گا۔"

ملکہ ابھی ایک پڑاؤ بھی پوری طرح نہ نکلی تھی کہ دشمن کے لشکر کی آمد آمد کا شور کان میں پہنچا اس وقت شام ہوگئی تھی دونوں لشکروں نے قیام کیا، مگر رات ہی کو یہ خبر آگئی کہ مجموعی تعداد ایرانی اور سیستانی لشکر کی ایک لاکھ سے زیادہ ہے اس خبر نے ماژندرانیوں کے رہے سہے حواس غائب کر دیئے، ملکہ سبطودہ دم بخود تھی، اس کی ناگم سم اور وزیر ساکت۔

آدھی رات سے کچھ دیر قبل قاصد آیا اور ماژندرانی وزیر جنگ کو پیغام دیا کہ تمکو معلوم ہے کہ یہ سوا لاکھ فوج محض تمہاری جان کے واسطے اس قدر دور دراز کی مصیبت بھگت کر آئی ہے اگر تم کو بندگان خدا کی خونریزی منظور رہے، تو تمہاری خوشی ورنہ صرف ملکہ سبطودہ کو ہمارے حوالہ کر دو اور جس شخص کو مناسب سمجھو تخت پر بٹھا دو۔ ہمکو تمہاری سلطنت سے کوئی تعرض نہیں۔

وزیر جنگ نے ایک سانس بھرا اور کہا لڑائی کا جو کچھ نتیجہ ہوگا، وہ صبح کو دنیا دیکھ لیگی، ایرانیوں کو ہماری سلطنت کا کافی تجربہ ہو چکا ہے۔ اب ان کے سر پہ موت سوار ہے۔"

(۲۷)

فریقین کی رات عجیب طرح بسر ہوئی، ایرانیوں اور سیستانیوں کے جوش و خروش میں ماژندرانیوں کی بیم و ہراس میں، ابھی آفتاب پوری طرح طلوع نہ ہوا تھا کہ سیستانی اور ایرانی میدان میں آگئے مقابلہ کے واسطے ماژندرانی بھی بڑھے مگر انکے چہرے اترے ہوئے تھے اور ان کو شکست کا یقین کامل تھا۔

فیلوس نے اس موقع پر اپنی فوج چار حصّوں میں تقسیم کر دی، سیدھے ہاتھ کی طرف وہ خود تھا اور اُلٹے طرف ھرمز زور شور سے حملے ہو رہے تھے، اور میدان لاشوں سے پٹا جاتا تھا ایرانیوں نے سیستانی مدد سے بہت کچھ زور لگایا مگر ماژندرانی گو خائف تھے اور سمجھ رہے تھے کہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے پھر بھی پیچھے نہ ہٹے، دن بھر یہ لڑائی جاری رہی شام کے وقت جب فیلوس کو یقین ہو گیا کہ ماژندرانی قدم ہٹنے والے نہیں تو اس نے ایک متفقہ حملہ کر دیا۔ یہ معرکہ نہایت خونریز تھا، دو گھنٹہ تک تلوار چلی، اور انسانی گردنیں بھیڑ بکری کی طرح زمین پر گریں لیکن ماژندرانیوں نے زمین نہ چھوڑی۔ اب رات ہو گئی تھی اور اندیشہ تھا کہ دونوں فریق مغالطہ نہ کھائیں اور دشمن سمجھ کر اپنی ہی فوج قتل نہ کر دیں اس لیئے ھرمز نے لشکر کو روکا اور اپنے قیام پر واپس آئے!

اس معرکہ نے فیلوس اور ھرمز دونوں کی اُمیدیں خاک میں ملا دیں اور ان کو پوری طرح یقین ہو گیا تھا کہ ماژندرانی منہ کا نوالہ نہیں۔ آدھی رات کا وقت ہوگا سیستانی اور ایرانی بےخبر پڑے ہوئے سوتے تھے کہ ماژندرانیوں نے شبخون مارا اور رستم کا کئی ہزار سپاہ سوتی کی سوتی موت کے گھاٹ اُتار دی ھرمز اور فیلوس ہشیار ہوتے تو دشمن سر پر موجود تھا مقابلہ ہوا مگر سیستانیوں نے ایرانیوں کو اور ایرانیوں نے سیستانیوں کو دشمن سمجھ کر قتل کیا اور دس ہزار کے قریب اپنی ہی فوج اس غلط فہمی کی نذر چڑھی

صُبح ھرمز اور فیلوس دونوں کے لشکر خاموش بیٹھ گئے ابھی کچھ فیصلہ نہ کرنے پائے تھے کہ ماژندرانی مقابلہ کو آموجود ہوئے۔ اب اسکے سوا کیا چارہ تھا کہ بقیہ فوج مقابلہ کو روانہ کی جائے۔

آج کے معرکہ میں گو سیستانی اور ایرانی تعداد میں کم تھے، مگر شجاعت

کے ایسے جوہر دکھائے کہ ماژندرانیوں کے دانت کھٹے کر دیئے اور ان کے بڑھتے ہوئے حوصلہ ایسے پست ہوئے کہ ایک قدم آگے نہ بڑھ سکے۔

کل اور آج کے معرکہ میں ماژندرانی دیکھ رہے تھے کہ ایک شخص جس کے جسم پر کپڑا تک نہ تھا ایک معمولی گھوڑے پر بیٹھا ہوا اس جرأت سے مقابلہ کر رہا ہے کہ سب دنگ ہیں ملکہ نے وزیر جنگ سے دریافت کیا مگر پتہ نہ چل سکا کہ کون ہے

شام کے وقت فیلوس نے اپنی فوج سے اور ہرمز نے اپنی فوج سے خطاب کیا اور ایسی پرجوش تقریریں کیں کہ دن کی ان آخری گھڑیوں میں سیستانی اور ایرانی متفقہ حملہ کو آگے بڑھے اور بجلی کی طرح دشمن پر ٹوٹے ملکہ سبطورہ نے بھی اپنی فوج سے صاف کہدیا کہ گھبرانا نہیں دشمن ہمت ہار چکا ہے یہ آخری کوشش ہے، اگر اس مقابلہ میں ور رہے تو میدان مار لیا"

دشمن کا یہ حملہ پوری طاقت کا تھا مگر ماژندرانی لوہے کی سیخ ہو گئے ہرچند فیلوس اور ہرمز نے زور لگایا۔ لیکن ایک قدم پیچھے نہ ہٹے اب شام قریب تھی کہ ماژندرانیوں نے بھی جان توڑ کر ایک حملہ کیا۔ اس حملہ کی تاب سیستانی نہ لا سکے اور سب سے پہلے ہرمز کی فوج پیچھے ہٹی اس کے ہٹتے ہی ماژندرانیوں نے سارا زور ایرانیوں پر ڈال دیا۔ اس دباؤ کی تاب وہ بھی نہ لا سکے اور بھاگے۔ فوج کے بھاگتے ہی ہرمز اور فیلوس بھی چلنے کے واسطے تیار ہوئے کہ اسی برہنہ آدمی نے آگے بڑھکر اور پاس پہنچکر ایک وار تلوار کا اس زور سے کیا کہ ہرمز کی گردن الگ جا کے پڑی۔ فیلوس اپنی ہمراہی کی یہ کیفیت دیکھکر پلٹا اور بآواز بلند کہا"

"اوہ بھرام! بس اب آرزو پوری ہوگئی"

بہرام :" میں خود یہی ارمان رکھتا ہوں، آ مقابلہ کو آ "

" دونوں میں دیر تک مقابلہ ہوتا رہا۔ مگر نہ یہ نیچے گرتا تھا نہ وہ۔

" ملکہ سبطورہ اور تمام فوج دور سے کھڑی یہ دلچسپ منظر دیکھ رہی تھی خیال ہوا کہ مدد پہنچائی جائے، مگر ساتھ ہی اندیشہ ہوا کہ مدد پہنچتے ہی فیلوس رفو چکر ہو جائے گا۔ ابھی تک یہ پتہ نہ چلا تھا کہ یہ مقابلہ کون کر رہا ہے، یہاں تک کہ بھرام نے کمند زور سے پھینکی فیلوس ہر چند تڑپا اور لوٹا، مگر پھنس گیا تھا نہ نکل سکا۔

برہنہ آدمی نے زور سے نعرہ مارا اور کمند میں پھنسے ہوئے کو گھوڑے سے باندھکر آگے بڑھنے لگا۔ یہ سب کے واسطے تعجب خیز معاملہ تھا کہ کل بھی پتہ نہ لگ سکا اور آج بھی کہ یہ شخص کون بھاگ رہا ہے، اس وقت ملکہ سبطورہ وزیر جنگ اور ملکہ کی ماتحتوں لپکے، برہنہ آدمی نے بھی گھوڑا ہلکا کر دیا۔ کچھ دور جانے کے بعد ملکہ نے دیکھا تو بھرام تھا۔ چیخ کر کہا۔

" میرا پرانا نمک حلال بھرام۔! "

بہرام :" بھرام نہیں، سرکار عالیہ غلام، نافرمان نہیں ہوں، حدود شہر کے اندر داخل نہیں ہوا " وزیر جنگ نے دوڑ کر بھرام کو گلے سے لگا لیا اور کہا۔

" ملکہ عالیہ بھرام بے قصور ہے، اس کی خطا کچھ نہیں، یہ ایک سازش تھی جس کا یہ شکار ہوا، خطا میری ہے "

ملکہ۔ " میں اچھی طرح سمجھتی ہوں، لیکن مصلحت یہی ہے کہ جو راز اس وقت تک راز رہا وہ آئندہ بھی راز رہے "

ما۔ " کچھ شک نہیں، بھرام یہ حق رکھتا ہے کہ وہ سلطنت کے معاملات میں برابر کا شریک ہو "

وزیر ۔ "یقیناً"

بہرام ۔ "میں وہی غلام ہوں"

ملکہ ۔ "قصور معاف کیا گیا"

بہرام نے قدموں میں سر رکھکر کہا۔

"خدا عمر و اقبال میں ترقی دے"

فوج معہ افسروں نے ہشاش بشاش مازندران لوٹی۔ تین روز تک اس فتح کا جشن منایا گیا۔ تیسرے روز سبطورہ دلہن بنی اور اس کی ماں نے اپنے ہاتھ سے بیٹی کا ہاتھ بہرام کے ہاتھ میں دیکر کہا۔

"لو بہرام! دلہن مبارک ہو"

ختم شد

۳۲۰۷